شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

مُوذی اور وہابی

تصنیف لطیف

مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت
مُفتی مُحمّد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

موذی اور وھابی

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ
نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ

دورِ حاضرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام اور اولیاء وعلماء کا ادب دلوں سے اُٹھتا جا رہا ہے۔فقیر درندوں اور موذی جانوروں اور پرندوں کے حالات پر مشتمل یہ کتابچہ پیش کر رہا ہے تاکہ اہلِ شعور کو نبوت وولایت کا ادب نصیب ہو۔

اب تعظیم انبیاء واولیاء فرض ہے ان کے حق میں بے ادبی وگستاخی کفر اور خطرناک فعل ہے۔فقیر نے اس موضوع پر تین کتابیں لکھی ہیں اور بارہا شائع ہو چکی ہیں۔

(۱) باادب بانصیب

(۲) بےادب بےنصیب

(۳) گستاخوں کا انجام بد۔(دوجلد)

قرآنِ مجید میں خداوند تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی و بے ادبی کا نتیجہ خبط اعمال فرمایا جو سب سے بڑی سزا قرار دی جا چکی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز پست کرنے والوں یعنی ادب و نیاز مندی سے حاضر ہونے والوں کو متقی اور مستحق اجر عظیم قرار دیا بلکہ قرآن مجید میں معمولی سی بے ادبی کرنے والوں کو جاہل کہا گیا چنانچہ بنی تمیم کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔انہوں نے باہر سے ہی عرب کے دستور کے مطابق یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارنا شروع کیا۔اس پر خداوند کریم نے ایسے پکارنے والوں کو جاہل اور کم عقل فرمایا۔اس نزاکت کو صحابہ جانتے تھے چنانچہ ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز بلند تھی۔آیات کے نزول کے بعد اپنے گھر بیٹھ گئے اور خوفِ خدا سے ان کی حالت بدل گئی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے۔حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی مجھے اپنی ہلاکت کا خطرہ لاحق ہو گیا میری آواز بلند ہے۔خداوند کریم نے بلند آواز سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بولنے سے منع فرما دیا ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ اچھی زندگی گزار کر اللہ کے راستہ میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جائے؟

اسلاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ: شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ"وَاعۡلَمۡ أَنَّ حُرۡمَةَ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ- بَعۡدَ مَوۡتِهِ، وَتَوۡقِيرَهُ، وَتَعۡظِيمَهُ لَازِمٌ كَمَا كَانَ حَالَ حَيَاتِهِ، وَذٰلِكَ عِنۡدَ ذِكۡرِهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ-، وَذِكۡرِ حَدِيثِهِ، وَسُنَّتِهِ، وَسَمَاعِ اسۡمِهِ، وَسِيرَتِهِ، وَمُعَامَلَةِ آلِهِ

، وَعِتْرَتِهِ ، وَتَعْظِيمِ أَهْلِ بَيْتِهِ ، وَصَحَابَتِهِ .وَقَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ التُّجِيبِيُّ :وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ مَتَّى ذَكَرَهُ ، أَوْ ذُكِرَ عِنْدَهُ أَنْ يَخْضَعَ ، وَيَخْشَعَ ، وَيَتَوَقَّرَ"

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی،الْفَصْلُ الثَّالِثُ :حُرْمَتُهُ ، وَتَوْقِيرُهُ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،الجزء ٢، الصفحة ٤٠١،دارالفکر)

یعنی جان لو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت توقیر وتعظیم وفات کے بعد ایسی ہی لازم ہے جیسے حیات میں تھی اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث، اسم مبارک، سیرت کا ذکر سنتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل وعزت و اہل بیت وصحابہ کے ساتھ معاملہ کرنے میں واجب ہے۔ ہر مومن پر جبکہ ذکر کرے یا ذکر کیا جائے اس کے پاس عاجزی کرے اور ڈرے اور عزت کرے۔

قرآن کا فیصلہ: قرآن مجید کی سورۂ حجرات کی آیات ملاحظہ ہوں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ O یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ O اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ O اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ O

(پارہ ۲۶،سورۃالحجرات،آیت ۱ تا ۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چِلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چِلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے بیشک وہ جو تمہیں حُجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

فائدہ: ارشاد ہوا مجلس میں کوئی کچھ پوچھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے دیکھو تم اپنی عقل سے پہلے جواب نہ دو۔ ہر بات میں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام وفعل میں سبقت کرنے کی ادبی سے بچو اور اللہ سے ڈرو۔ وہ تمہارے کلام کو سننے والا اور تمہارے اعمال سے واقف ہے۔اپنی آواز کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند نہ کرو اور آپس میں جیسے ایک دوسرے کا نام لے کر بے تکلفی سے پکارا جاتا ہے ایسا پکارنے سے بچو۔کلام میں سبقت نہ کرو،خطاب میں سختی نہ کرو، نام لے کر نہ پکارو بلکہ عزت وتعظیم سے نام لو۔بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ سوائے سوال کرنے کے

اور کوئی کلام نہ کیا جائے۔اس مختصر تمہید کے بعد جانوروں کے حالات پڑھئے تاکہ کم از کم جانوروں کی طرح تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت اور ادب نصیب ہو۔

وَمَاتَوْفِيْقِىْ اِلَّا بَاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

بھیڑیا : ایک خطرناک جانور ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کا نیاز مند ہے اس پر چند شواہد عرض کرنے سے پہلے اس کی قسمیں سمجھ لیں۔

شیر، ہاتھی، کتے، بلی اور مرغیوں کی طرح بھیڑیے کی کہانیاں بھی بہت مشہور ہیں۔بھیڑیا بہت سی کہانیوں کا ایک ایسا ظالم ہیرو ہے جو یا تو بچوں کو تنگ کرتا ہے یا پھر کسی اور کو نقصان پہنچاتا ہے۔اس کے بارے میں یہ قصے کہانیاں اس طرح مشہور ہیں کہ یہ واقعی ظالم اور خطرناک جانور ہے جو کمزوروں پر حملہ کرنے سے باز نہیں آتا۔اسی ظالم جانور کے بارے میں ہم آپ سے دو چار باتیں کریں گے۔بھیڑیا کتے کی نسل سے تعلق رکھتا ہے مگر جنگل کی فضا میں آزاد رہنے اور تفکرات سے آزاد ہونے کی وجہ سے اس کا قد کتے سے بڑھ جاتا ہے۔بعض علاقوں میں اس کی نسلیں ایک چھوٹے موٹے شیر کے برابر بھی ہوتی ہے چنانچہ ان علاقوں میں سات سات فٹ کے بھیڑیے پائے جاتے ہیں۔نر بھیڑیے مادہ بھیڑیوں کی بہ نسبت قد میں بڑے ہوتے ہیں۔

ان کی کھال پر بھورے، سرخ اور سیاہ رنگ کے ملائم مگر گھنے بال ہوتے ہیں بسا اوقات بالکل سفید بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔یہ کتے کے مقابلے میں بہت زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔اس کا سر چوڑا، بازو پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ٹانگیں مضبوط اور چھاتی گہری مگر تنگ ہوتی ہے۔

بھارت، افریقہ اور میکسیکو سے جنوبی علاقوں کی طرف بکثرت پایا جاتا ہے۔ایک زمانے میں یورپ، ایشیا اور امریکہ میں سرمئی رنگ کے بھیڑیے بکثرت ملتے تھے بعد میں یہ نسلیں مٹنا شروع ہو گئیں تاہم اس وقت بھی الاسکا، کینیڈا اور بعض دوسری ریاستوں میں سرمئی بھیڑیے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

بھیڑیے کی تمام نسلیں خونخوار ہیں اور چھوٹے بچوں کو ہلاک کرکے اپنا پیٹ پالتی ہیں۔عموماً خرگوش اور چوہے وغیرہ اس کا نشانہ بنتے ہیں۔جنگل کے بادشاہ یعنی شیر کا چھوڑا ہوا پرانا اور گلا سڑا گوشت کھانے سے بھی دریغ نہیں کرتا یعنی بہت ہی بھوکا اور مجبور ہو تو انسان پر بھی حملہ کر دیتا ہے اور پھر ظالم اتنا ہے کہ اپنی ہی نسل کے کمزور اور بوڑھے

بھیڑیے بھی چٹ کر جاتا ہے۔

دسمبر سے اپریل کے دوران اس کی افزائش نسل ہوتی ہے۔۶۳ دن کے بعد ۴ سے ۱۴ تک بچے پیدا ہوتے ہیں اس دوران مادہ بھیڑیے لومڑی جانور کے گھر میں رہتی ہے اگر ضرورت محسوس ہو تو اس گھر کو بڑا بھی کر لیتی ہے عموماً یہ پانی کے کنارے اور چٹانی علاقوں میں رہائش رکھتے ہیں۔

امریکہ میں اس کی ایک سرخ نسل پائی جاتی ہے کبھی کبھی سرخ سیاہی مائل بھیڑیے بھی دیکھنے میں آتے ہیں ان کی شکل وصورت ایک اور بھیڑیے کی نسل یعنی کا ٹیوٹ سے ملتی جلتی ہے۔ یہ تنہا شکار کرتے ہیں اس نسل کے بھیڑیے عموماً چٹانوں کے اردگرد اپنا گھر بناتے ہیں۔

علمِ غیب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کی طرف آیا اور اس نے بکریوں میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے بھیڑیے کا پیچھا کیا یہاں تک کہ بکری اس سے چھڑالی۔ پس بھیڑیا ایک ریت کے ٹیلے پر چڑھ گیا اور کتے کی طرح اپنے چوتڑوں پر بیٹھ گیا اور اپنی دم کو اپنے پاؤں کے درمیان کر لیا اور بولا میں نے رزق کا قصد کیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا اور میں نے اسے لے لیا پھر تو نے اسے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم میں نے آج کی طرح کسی دن بھیڑیے کو کلام کرتے نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے عجیب تر اس شخص (حضور ﷺ) کا حال ہے جو نخلستان میں دو حرہ کے درمیان یعنی مدینہ پاک میں تمہیں خبر دیتا ہے جو گزر چکا ہے اور جو تمہارے بعد ہونے والا ہے اور لوگ اس امی لقب نبی ﷺ کا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ چرواہا یہودی تھا اس نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی خبر دی۔

(مشکوٰۃ، باب المعجزات)(خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ٦٢)

فائدہ: بھیڑیے نے حضور اکرم ﷺ کے علم **ماکان ومایکون** (جسے علم غیب کلی سے تعبیر کیا جاتا ہے) کا اعلان کیا جسے حدیث صحیح میں بیان کیا گیا ہے اس سے سمجھیں بھیڑیا بھی اپنے نبی ﷺ کا علم غیب مانے اور امتی انکار کرے وہ امتی کیسا ہوا۔

بھیڑیے کی غلامی: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک چرواہا حرہ میں بکریاں چرا رہا تھا۔ ناگاہ ایک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری کو پکڑنے آیا۔ چرواہا بکری اور بھیڑیے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دم پر کتے کی طرح بیٹھ گیا۔ پھر چرواہے سے بولا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا کہ میرے رزق

کے درمیان جو اللہ نے میرے قابو میں کر دیا ہے حائل ہوتا ہے۔ چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسان کی طرح کلام کرتا ہے ۔بھیڑیے نے کہا دیکھو! میں تجھے اس سے بھی عجیب بات بتا تا ہوں رسول اللہ ﷺ نے دوحرہ (سنگلاخ زمینوں) کے درمیان (مدینہ میں) لوگوں سے گذشتہ امتوں کے حال بیان فرمارہے ہیں (اور وہ اس امی لقب نبی کا یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے) پس چرواہے نے بکریاں ہانک لیں۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں آیا اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر بھیڑیے کا قصہ بیان کیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ ہے دیکھو درندوں کا انسان سے کلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ درندے انسان سے کلام کریں گے اور انسان سے اس کے جوتے کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا سرا کلام کرے گا اور انسان کو اس کی ران خبر دے گی جو اس کی بیوی نے اس کی غیر حاضری میں کیا۔(رواہ الترمذی (مشکوٰۃ)باب الشراط الساعۃ)

بھیڑیے کو اجازت: حضرت حمزہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازے میں نکلے ۔دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بھیڑیا راستے میں پاؤں پھیلائے بیٹھا ہے ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تم سے اپنا حصہ طلب کرتا ہے اس کے لئے کچھ مقرر کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر اونٹ پر ہر سال ایک بکری ۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ تو بہت ہے۔آپ ﷺ نے بھیڑیے کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہاں سے جلدی چل دو۔بھیڑیا یہ سن کر چلا گیا۔

(رواہ ابو نعیم و البیہقی خصائص کبریٰ،جلد۲،صفحہ۶۳)

فائدہ: بھیڑیا حضور اکرم ﷺ سے گویا اجازت چاہتا تھا کہ حلال خوری نصیب ہو۔آپ نے صحابہ کرام کے مشورہ کے بعد گویا اجازت بخش دی کہ وہ بقدر ضرورت لوگوں کے جانوروں سے اپنا حصہ لے جایا کرے۔

بھیڑیوں کا قاصد بارگاہ رسول ﷺ میں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بھیڑیا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے دم ہلانے لگا۔حضور نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا: هَذَا وَافِدُ الذِّئَابِ ، جَاءَ يَسْأَلُكُمْ أَنْ تَجْعَلُوا لَهُ مِنْ أَمْوَالِكُمْ شَيْئًا

(دلائل النبوة للبيهقی،جماع أبواب غزوة تبوك،باب ما جاء فی مجیء الذئب مجلس النبی،الجزء ٦، الصفحة ١٧١،الحديث ٢٢٨٧)

یعنی یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے اس لئے آیا ہے کہ تم اپنے اموال سے ان کا حصہ مقرر کر دو۔

امام ابونعیم عبداللہ بن خطب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم دربارِ رسالت میں حاضر تھے۔ ناگاہ ایک بھیڑیا آیا اور

حضورا کرمﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔حضورا کرمﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے اگرتم پسند کروتو اپنے اموال سے ان کا حصہ مقرر کردوتا کہ پھرکسی جانور کا شکار نہ کریں اور اگرتم چاہوتو یوں ہی رہنے دوجس پران کا قابو چلے وہی ان جنگلی درندوں کا رزق ہو جائے۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی

قَالُوا :يَا رَسُولَ اللَّهِ ، مَا تَطِيبُ أَنْفُسُنَا لَهُ بِشَيْءٍ .فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ ;أَيْ :خَالِسْهُمْ .فَوَلَّى وَلَهُ عَسَلَانٌ .

(الخصائص الكبرى،،باب ما وقع فی وفد بنی عامر من الآیات،الجزء٢،الصفحة٩٨،دار الكتب العلمية بيروت)

(البداية و النهاية،،الجزء٥،الصفحة١١١)

یعنی حضورﷺ ہمارا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ اپنے ہاتھ سے جنگلی درندوں کے لئے حصہ مقرر کیا جائے چنانچہ حضورﷺ نے تین انگلیوں سے بھیڑیے کواشارہ کیاوہ چلا گیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حضورﷺ گائے، بھینس، بکری وغیرہ میں سے جنگلی درندوں کا حصہ مقرر فرمادیتے تو آج شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے مگر صحابہ نے یہ پسند نہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے ان درندوں کا حصہ مقرر کردیا جائے۔اس لئے حضورﷺ نے جنگلی درندوں کواجازت دے دی کہ جس پر تمہارا قابو چلے شکار کرلو۔

سو بھیڑیے : حدیث شریف میں ہے کہ صبح کی نماز کے بعد دیکھا گیا کہ سو(١٠٠) بھیڑیے اپنی دموں پر بیٹھے ہوئے ہیں حضورا کرمﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیوں کے سفیر ہیں۔اے میرے صحابہ! کیا تم انہیں کھانے کے لئے کچھ دے سکتے ہوتا کہ باقی تمہارا مال بحفاظت رہے۔عرض کی گئی کہ ہم خودمحتاج ہیں۔آپﷺ نے فرمایا پھران کواجازت دے دو سب نے اجازت دی وہ چیختے پکارتے چلے گئے۔(الخصائص کبریٰ،جلد٢)

فائدہ: بھیڑیوں کی رسول اللہﷺ سے نیاز مندی کے علاوہ آپﷺ کے علم واختیار پرغور کیجئے کہ آپﷺ ان کے نام بھی جانتے ہیں اور کام بھی۔نام تواس لئے کہ اسی"خصائص،جلد٢" میں ہے کہ ایک بھیڑیا اس کام کے لئے آیا تو آپﷺ نے فرمایا اس کا نام اُویس ہے۔

علم غیب : بھیڑیوں کے واقعات میں یہی ہے کہ رسول اللہﷺ کے حضور میں صرف آکر بیٹھ جاتے باقی ان کا مقصدوحالات آپﷺ خود بتاتے۔جنہیں صحابیوں نے سن کرسرِتسلیم خم کیا کہ آپﷺ جو کچھ فرماتے ہیں وہ حق ہے اور سچ ہے اور وہابیوں نے تاحال نہ مانا بلکہ ایسے کمالات کے ماننے پرفتوائے کفروشرک۔

تصرف واختیار : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑیوں کی درخواست سن کر ان کا مقصد خود فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منجانب اللہ باذون ومختار ہیں۔

بھیڑیوں کا شکریہ: بھیڑیوں کا شور کرنا شکریہ کے طور پر تھا اور اظہارِ مسرت وفرحت۔

یوسف علیہ السلام کا بھیڑیا: حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو کہا اے عزیزو میرا نورِ چشم کہاں ہے۔سب نے کہا کہ ہم یوسف علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے تھے ان کو بھیڑیا کھا گیا۔حضرت یعقوب علیہ السلام پھر بے ہوش ہو گئے۔جب ہوش میں آئے تو روئیل نے آ کر کہا کہ اے پدر (والد)! خدا آپ کو یوسف کی طرف سے صبر جمیل دے۔جب پیراہن خون آلودہ یوسف علیہ السلام کا طلب کیا اس کو دیکھ کر فرمایا کہ عجب بھیڑیا تھا کہ یوسف علیہ السلام کو کھایا اور اس کے پیراہن کو نہ چیرا اور فرمایا کہ جاؤ اور بھیڑیے کو تلاش کر کے لاؤ۔بھائی جنگل کو گئے اور ایک بھیڑیا اس کا منہ خون سے آلودہ کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے لائے۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے ہی میرے دلبند کو کھایا ہے۔بھیڑیے نے زبانِ فصیح سے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ (پناہ خدا کی) مجھ سے یہ فعل صادر ہوا ہو۔ہماری مجال نہیں کہ تمہاری بکریوں میں تصرف کریں۔آپ علیہ السلام کے فرزند عزیز کا کیونکر قصد کرینگے ہم پر تو گوشت پیغمبر حرام ہے۔جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کہا کہ تمہارے نفس امارہ نے یہ کام کیا ہے۔(قصص الانبیاء)

حرم کا ادب: حضرت سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ سے بھی ایک روایت ہے کہ ایک بھیڑیا ایک ہرن کا پیچھا کر رہا تھا۔جب ہرن حدودِ حرم میں داخل ہو گیا تو بھیڑیا لوٹ گیا لوگ اس پر تعجب کرنے لگے۔اس پر بھیڑیے نے کہا کہ اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ نبی آخر الزمان تم کو جنت کی طرف بلاتے ہیں اور تم لوگوں کو جہنم کی طرف کھینچتے ہو۔ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے بھی اس کی مانند لوگ حکایت کرتے ہیں۔

(مدارج النبوۃ،جلد ۱،صفحہ ۳٤٤)

تبصرہ اُویسی غفرلہ: بھیڑیا شکار کے وقت آپے سے باہر ہو جاتا ہے اسے بھوک نے ستایا ہوا ہوتا ہے۔اسی لئے اس کے آگے جو بھی حائل ہوا سے چیر پھاڑتا ہے لیکن اب اس کے سامنے شکار وہ بھی ہرن اس کا اندازہ لگائیے کہ وہ اس کی طلب میں کتنا اور کیسے اندھا ہو چکا ہوگا۔لیکن حرم کے ادب سے اس نے اپنی شرارت کو روک لیا۔یہ بھیڑیا ہے جسے حرم مکہ کا اتنا ادب ہے کہ انتہائی خواہش کو دبا دیا لیکن وہابی کے متعلق کیا عرض کروں کہ اسے صاحب حرم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کا ادب واحترام نہیں بلکہ آپ ﷺ کے ادب واحترام کے اکثر امور کو شرک وبدعت کا نشانہ بناتا ہے۔

نوٹ: یہ صرف چند نمونے عرض کئے ہیں۔ بھیڑیوں کے مزید واقعات فقیر کی تصنیف "شرح خصائص کبریٰ" کا مطالعہ فرمائیے۔

دانیال علیہ السلام اور شیر: حضرت محدث ابن السنی نے اپنی تصنیف میں لکھا باب ما یقول إذا خاف السباع [1] ﴿یعنی یہ باب ہے اس دعا کے بیان کا جو درندوں کے خوف کے وقت کی جائے۔﴾ امام عارف باللہ فقیہ محدث کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب " حیاۃ الحیوان الکبریٰ" میں یہ حدیث لکھ کر ابن ابی الدنیا ، شعب الایمان، بیھقی کی حدیثیں لکھیں کہ جب حضرت دانیال علیہ السلام پیدا ہوئے۔ بادشاہ کے خوف سے (جسے نجومیوں نے انہیں حضرت دانیال کی پیدائش کی خبر دی تھی) کہ اس سال لڑکا پیدا ہوگا جو تیرا ملک تباہ کرے گا اور اس وجہ سے وہ خبیث اس سال کے ہر پیدا ہونے والے بچے کو قتل کر رہا تھا۔ اس نے حضرت دانیال علیہ السلام کو شیر کے پاس جنگل میں ڈال دیا۔ شیر اور شیرنی ان کا بدن مبارک چاٹتے رہے جب جوان ہوئے بخت نصر نے دو بھوکے شیر ایک کنوئیں میں ڈال کر ان پر حضرت دانیال علیہ السلام کو ڈلوا دیا۔ شیر ان کو دیکھ کر (پالتو کتے کی طرح) دم ہلانے لگے۔

[1] (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، الجزء۲، الصفحۃ۱۵۹)

فوائد: یہ حدیث لکھ کر امام دمیری نے فرمایا جب کہ دانیال علیہ السلام پیدا ہوتے ہی اور بڑے ہو کر شیروں سے آزمائے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی دوہائی دینے ان کی پناہ مانگنے کو شیروں کے لئے قابو کرنے والا، شر کا دفع کرنے والا ثابت کیا کہ دوہائی بزرگوں کی اسلامی عمل ہے شرک کہنا بے دینی ہے۔

(۲) محبوبانِ خدا کے نام کا تعویذ کرنا شرعاً عین مراد ہے بلکہ ہمارے علماء کرام نے اس سے استنباط فرمایا کہ اگر دانیال علیہ السلام کے نام کی برکت سے دکھ درد ٹلتا ہے تو ہمارے نبی اکرم ﷺ زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

شیروں کی نیاز مندی: شیخ جلال الدین کے سامنے ایک شیر گزرا۔ آپ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ فرمایا کہ شیر سے میرا کیا کام وہ شیر بھاگتا ہوا جنگل کو دوڑا جہاں قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جھونپڑا تھا۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی وہاں جانا تھا لیکن دیکھتے ہیں کہ چار شیر اور بھی قلندر کے جھونپڑے کی طرف جا رہے ہیں۔ اس سے شیخ کو دہشت ہوئی تو قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود آگے استقبال کو آئے فرمایا آؤ آج میں تمہیں شیروں کا تماشا دکھاؤں۔ شیخ صاحب کو جھونپڑے میں لے گئے اور فرمایا دیکھو شیر کیا کر رہے ہیں دیکھا تو وہ اس میں کھیل رہے ہیں جب ان کی نگاہ دونوں بزرگوں پر پڑی تو بھاگ کر قدموں میں گر گئے۔

بخار کا علاج: ایک محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بخار ہوا تو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی تو یہ تعویذ لکھ کر مجھے بھیجا ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ ، وَمُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِي بَرْدًا وَسَلامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِيْنَ''

(زادُ المَعَاد،بابالاختلاف فی حکم التمائم،الجزء ٤،الصفحة ٣٢٦)

یعنی اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اے آگ ٹھنڈی ہو اور سلامتی والی ہو جا۔

فوائد: (۱) تعویذ لکھنا اور اس سے شفاء کی امید رکھنا قدیمی طریقہ ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے متبرک کلمات میں شفاء رکھی ہے۔

(۳) محدثین کے نزدیک یہ عمل جائز ہے۔

خوفناک وادی سے پناہ کا طریقہ: حضرت امام ابوبکر بن السنی تلمیذ امام نسائی نے کتاب ''عمل الیوم واللیلة'' میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا: إِذَا كُنْتَ بِوَادٍ تَخَافُ فِيهَا السِّبَاعَ ، فَقُلْ :أَعُوذُ بِدَانْيَالَ وَبِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْأَسَدِ

(عمل اليوم والليلة لابن السنى،الجزء٢،الصفحة ١٦٠)

یعنی جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا خوف ہو تو کہہ میں پناہ لیتا ہوں حضرت دانیال علیہ السلام اور ان کے کنوئیں کی برکت سے شیر کے شر سے۔

فائدہ: انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی سن کر شیر سر جھکاتے اور نیازمندی کرتے ہیں۔ان کے اسمائے مبارکہ کی برکت سے بیماریاں دور ہوتی ہیں لیکن انسان جو اسلام کا مدعی ہو کر ایسی برکات کو شرک سے تعبیر کرے اس جیسا بدبخت اور کون ہوگا؟

دانیال علیہ السلام اور شیر: حضرت ابن عباس سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم کسی ایسی خوفناک وادی میں ہو جس میں شیروں کا بسیرہ ہو تو مندرجہ ذیل دعا پڑھو

أَعُوذُ بِدَانْيَالَ وَبِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْأَسَد

(حياة الحيوان الكبرى،باب الهمزة،الجزء ١،الصفحة٣)

یعنی دانیال اور کنوئیں کی برکت سے میں شیر سے پناہ مانگتا ہوں۔

اس دعا کی برکت سے درندوں اور شیروں سے حفاظت ہوگی۔

فوائد:(۱)شیروں اوردرندوں کوبھی انبیاءعلیہم السلام اوراولیاءکرام کاادب اورحیاءہے جودرندہ نبیوں اورولیوں کی گستاخی وبےادبی کواسلام اوران کےآداب اورتعظیم وتکریم کوشرک سےتعبیر کرتاہےوہ درندوں سےبدترہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانا الْعَظِیْمِ فِیْ کِتَابِہِ الْکَرِیْمِ "اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ"

(پارہ۱۰،سورۃ الانفال،آیت۱۰)

ترجمہ:بیشک سب جانوروں میں بدتراللہ کےنزدیک وہ ہیں جنھوں نےکفرکیااورایمان نہیں لاتے۔

(۲)چونکہ دانیال علیہ السلام کوبوقت ولادت اوربعدکوبخت نصرنےظلم کئےاورشیروں سےایذائیں دینےکاپروگرام بنایا اسی لئےآپ کوشیروں سےپیارتھا۔اپنی مہرپرشیروں کی تصویرکندہ کرائی اورشیروں کوتاحال ان کےاسم گرامی سے عقیدت ہےاوریہی حیاءکاتقاضاہےاورادب یونہی چاہتاہے۔اسی لئےہم اہل سنت نسل درنسل اپنےمشائخ واکابراولیاء کی نیازمندی اورعقیدت سےسرشارہیں۔(فالله الحمد علی ذلك)

دانیال علیہ السلام کی قدر دانی:امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "شعب الایمان"میں نقل کرتے ہیں حضرت دانیال علیہ السلام کودشمنوں نےکنوئیں میں ڈالاان پردرندے پھینکےگئے(تاکہ آپ کودرندےکھاجائیں)درندوں نےجاتےہی ادب سےدانیال علیہ السلام کوچاٹناشروع کردیااورطرح طرح سےخوشامداورتسلی بھلی عرض کرنےلگےاس پرفرشتہ ایزدی حاضرہوااورعرض کی میں آپ کےپروردگارسےآپ کےلئےکھانالایاہوں اس پرحضرت دانیال علیہ السلام نےحمدالٰہی وشکرایزدی پڑھا۔ (حیوۃ الحیوان،جلد۱،صفحہ۵)

فائدہ:ایک اورروایت میں ہےکہ بخت نصرنےدوشیروں کوحضرت دانیال علیہ السلام کےساتھ بیک وقت کنوئیں میں ڈالے۔شیرنےبجائےضرررسانی کےدانیال علیہ السلام کی خدمت بجالائی حضرت دانیال علیہ السلام کوکنوئیں میں بھوک محسوس ہوئی اوریہ واقعہ عراق میں ہوا۔اللہ تعالیٰ نےارمیاعلیہ السلام کوحکم فرمایاجب کہ وہ شام میں تھےکہ عراق میں دانیال علیہ السلام کےلئےطعام وغیرہ لیجائیں۔جب طعام لائےتودانیال علیہ السلام نےپوچھاتم کون ہوکہامیں ارمیا علیہ السلام ہوں مجھےاللہ تعالیٰ نےآپ کےپاس طعام پہنچانےکاحکم فرمایاہےاس پردانیال علیہ السلام نےحمدالٰہی پڑھی۔

دانیال کا شیروں نے ادب کیا:بخت نصرکونجومیوں نےڈرایاکہ تیرےملک میں ایک بچہ پیداہونے والاہےجوتیری سلطنت کوبربادکریگااوروہ فلاں شب کوپیداہوگابخت نصرنےاسی شب کوپیداہونےوالےہرلڑکےکوقتل کرادیا۔جب حضرت دانیال علیہ السلام پیداہوئےتوآپ کی والدہ نےآپ کوشیروں اوردرندوں کےجنگل میں پھینک دیادرندوں اورشیروں نےدیکھتےہی آداب بجالائےاس طرح جنگل میں ان کی تربیت ہوتی رہی اس کےبعدجوکچھ ہوا وہ تواریخ میں مشہورہے۔(حیوۃ الحیوان،جلد۲،صفحہ۵)

عجوبہ مویدہ واقعہ مذکورہ : عبدالرحمٰن بن ابی الزناد اپنے والد کے متعلق روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی دیکھی جس کے نگینہ پر تین تصویریں ہیں۔ایک انسان کی دوشیروں کی جو وہی دوشیر اسی انسان کو چاٹ رہے ہیں یہ انگوٹھی دانیال علیہ السلام کی تھی جسے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاصل کیا لیکن شرعی حکم کے مطابق اپنے پاس رکھنے کے بجائے اسے دفن کردیا۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلہ میں علماء سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ حضرت دانیال علیہ السلام کی انگشتری ہے انہوں نے اپنے ساتھ دوشیروں کو منقش فرمایا تھا تا کہ ہر وقت خوفِ ایزدی ملحوظ رہے۔

فائدہ : تصویر وغیرہ پہلی شریعتوں میں جائز ہوگی اسی لئے دانیال علیہ السلام کی انگوٹھی پر آپ کی اور شیروں کی تصویریں تھیں لیکن چونکہ ہماری شریعت میں ناجائز ہے اسی لئے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن تصویروں کو دفن کرادیا۔

ہمارے دور میں ٹیڈی مجتہدین نے اجتہادِ فاسد سے تصویر کو جائز قرار دیا ہے جو غلط اور بالکل جہالت ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "رسوالتعزیز فی تصویر الصویرا" ہاں اگر کسی کو ہمارا مؤقف سمجھ آجائے کہ تصویر ناجائز ہے خواجہ پیر فقیر یا کسی نبی علیہ السلام کی اسے بجائے پھاڑنے اور آگ میں ڈالنے کے دفن کیا جائے جیسے اوپر مذکور ہوا بلکہ خود حضور سرورِ عالم ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام و دیگر مقدس بزرگوں کی تصویر دفن کرادی تھیں اس سے پیروں سے پیار کرنے والے سمجھیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ سے بڑھ کر اور کون پیر ہوگا اور ابراہیم علیہ السلام سے بڑھ کر اور کون سی مقدس تصویر ہوگی لیکن حضور اکرم ﷺ کی شریعت کا حکم ہے اسے ماننا پڑے گا۔

دانیال کے مزار کی تعظیم : حضرت علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک ہرسوس میں تھی۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے دانیال علیہ السلام کے جسم مبارک کو ازسرِنو کفنا کر نمازِ جنازہ ادا کرکے پھر ہرسوس کی تہہ میں دفنا کراوپر سے پانی جاری کرادیا (تاکہ آئندہ نسلوں سے بےادبی نہ ہو)۔ **(حیوۃ الحیوان،جلد ۱،صفحہ ٦)**

فائدہ : صحابہ کرام کو مزار کا کتنا ادب تھا بلکہ خود حضور سرورِ عالم ﷺ نے عام قبور کے احترام کا حکم فرمایا ہے لیکن افسوس کہ نجدی قبور کا اتنا شدید دشمن ہے کہ جونہی حرمین طیبین پر قبضہ کیا تو سب سے پہلا یہی کام سرانجام دیا۔چنانچہ شیخ نجدی نے اپنی تحریک کی ابتداء مزارات صحابہ کو مسمار کرنے سے کی۔۱۲۰۷ھ میں محمد بن سعود کا بیٹا سعود احساء پر حملہ آور ہوا وہاں پر خونریزی اور ہلاکت کا بدترین مظاہرہ کیا۔جزیرۂ عرب پر قابض ہوتے ہی نام مصطفیٰ ﷺ کو مٹانے نکلے اور مسجد نبوی ﷺ سمیت جہاں یہ نام کندہ تھے مٹائے۔کہیں پلستر تھوپا،کہیں چھینی اور ہتھوڑے استعمال کئے۔

جنت معلیٰ (مکہ المکرّمہ کا مشہور قبرستان) اور جنت البقیع (مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان) جس کی مقدس خاک میں خاندان

نبوت کے گہر دلر باسو رہے تھے۔حضرت عبدالمطلب ،ورقہ بن نوفل،خدیجہ الکبری،عباس،حلیمہ،سعدیہ،امہات المومنین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں اور صاحبزادگان،صحابہ کرام،مشائخ اور ناموران اسلام رضوان اللہ اجمعین انہیں لوہے کے مشینی ہلوں سے برابر کرڈالا۔کہیں سڑکیں کھلی اور کہیں توسیع پسندانہ منصوبوں کے نام پر یہ دل آزار منظرکشی داغی گئی۔

قبر آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا: یہ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ مطابق جنوری ۱۹۹۹ء کا واقعہ ہے جب مقام ابواء پر سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری والدہ ماجدہ سیدہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے مزار مبارک کو بلڈوزر سے منہدم کردیا گیا اور اس جگہ کو کئی فٹ تک کھودا بھی گیا اور اسے پلین کردیا گیا اور جس پہاڑ کی چوٹی پر یہ قبر انور موجود تھی اسے کاٹ کر ایک جانب دھکیل دیا گیا تھا۔جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ

۱۹۲۴ء سے صحابہ کرام،انبیاء کرام اور خاندانِ نبوت رضوان اللہ اجمعین کی قبروں کے نہ صرف گنبد و مزارات مٹانے شروع کردیئے بلکہ انہیں توحید پرستوں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت و پہچان کروانے والوں کی قبروں پر (شرک) کی من گھڑت داستان آویزاں کی اور یہودی و طاغوتی سازشوں کے جال میں پھنس کر انہیں تہہ و بالا کردیا۔انہیں یہ ''شرک'' نہ کسی مندر نہ کلیسا اور نہ آتش خانوں میں نظر آیا صرف انہیں مبارک شخصیات کی قبروں میں نظر آیا ان زلف کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے۔

انہوں نے جنت البقیع سے لے کر مکہ المکرّمہ تک کے تمام قیمتی آثار کو مٹا دیا تا کہ آئندہ آنے والی نسلیں اپنے اسلاف کی نشانیوں کو بھول جائیں۔سیدنا حمزہ،سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارات کو بھی زمین بوس کیا گیا اور اب آہ......... سیدہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر کے نشان کو بھی مٹا دیا گیا ہے .... گویا ڈاکٹر حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں نجدیوں کے لئے فرمایا تھا کہ

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
اُمتی باعث رسوائی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا ابراہیم علیہ السلام پدر اور پسر آزر ہیں
بادہ آشام نئے بادہ نیا خم بھی نئے
حرم کعبہ نیا بت بھی نئے تم بھی نئے

مزارِ آمنہ کی تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ ''الجوھرۃ الکامنہ فی مزار آمنہ'' پڑھئے۔

حکایت حضرت دانیال علیہ السلام : حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دانیال علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ انہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں دفن کرے جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ تسر فتح کیا تو انہوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کو ان کے تابوت میں اس حال میں پایا کہ ان کے تمام جسم اور گردن کی تمام رگیں برابر بحال رہی تھیں۔ (البدایة و النهایه،جلد۲،صفحه ٤١)

فائدہ : انبیاء زندہ ہیں سینکڑوں سال گزر جانے کے بعد بھی ان کا جسم مبارک صحیح سالم رہتا ہے۔ پھر جوان سب پیغمبروں کے سردار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مرکر مٹی میں مل جانے والا لکھ دے (معاذ اللہ) اس کی گمراہی اور مردہ دلی میں کون شک کرسکتا ہے۔

﴿حیوۃ الانبیاء علیٰ نبینا وعلیھم السلام﴾

شیر اور سفینہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کشتی پر سوار ہوا تو کشتی ٹوٹ گئی۔ ایک تختہ پر چلتا ہوا دریا کے کنارے پہنچا۔ دریا کے باہر ایک جنگل میں گیا تو میرا ایک شیر سے سامنا ہوا میں نے اس کے حملہ سے بچنے کے لئے کہا أَنَا سَفِينَةُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿یعنی: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور راستہ بھول گیا ہوں۔﴾ شیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر کہا ''فَطَأْطَأَ رَأْسَهُ وَجَعَلَ يَدْفَعُنِي بِجَنْبِهِ أَوْ بِكَتِفِهِ حَتَّى وَضَعَنِي عَلَى الطَّرِيقِ ، فَلَمَّا وَضَعَنِي عَلَى الطَّرِيقِ هَمْهَمَ ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوَدِّعُنِي'' ﴿یعنی: مجھے اپنے کاندھے پر سواری کا اشارہ کیا میں اس کے کاندھے پر سوار ہوا تو اس نے مجھے راستہ پر لا کھڑا کر کے کچھ بولا اس سے میں سمجھا کہ اب میں سلامتی کی راہ پر پہنچ گیا۔﴾

(معرفة الصحابة لأبی نعيم الأصبهانی،باب السين،من اسمه سفيان، الجزء ١٠، الصفحة٢٣، الحديث٢٠١٣)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روم میں لشکر سے رہ گئے اور روم میں ہی قیدی بنائے گئے۔ قید سے راہ فرار اختیار فرما کر لشکر کی تلاش میں تھے کہ شیر آلیا اسے دیکھ کر فرمایا، ''يا أبا الحارث أنا سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان من أمری كيت وكيت، فأقبل الأسد يبصبص، حتى قام إلى جنبه، فلم يزال كذلك حتى بلغ الجيش، فرجع الأسد''

(حياة الحيوان الكبرى،باب الهمزة،الجزء١،الصفحة٢)

یعنی اے شیر خیال رکھنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں میں ایسے ہی قیدی ہو کر بھاگا اور یہاں آگیا ہوں۔ شیر نے یہ سن

کر سر جھکا دیا میرے قریب ہو گیا اور مجھے راستہ دکھلاتا چلتا رہا۔ جب کئی آواز مکروہ سنتا تو وہاں جا کر اسے میرا تعارف کرواتا اور میرے پاس آجاتا۔ تمام راستہ میں ایسے کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے لشکر تک پہنچا کر واپس لوٹا۔

فوائد :(۱) شیر کے حملہ کے وقت حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شیر کو فرمانا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں ان کے عقیدے کا اظہار ہے کہ یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا۔

(۲) خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سمجھنا عقیدہ صحابہ ہے جس قوم نے غلام رسول، غلام نبی وغیرہ اسماء کو شرک کہا وہ بد بخت قوم ہے۔

(۳) شیر اور درندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر سر جھکا دیتے ہیں اور بندہ نہ مٹ جائے آقا پر وہ بندہ کیا ہے؟

(۴) شیر کی محبت بہ صحابی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی عقیدت اور جان نثاری ہے کہ حضرت سفینہ کے اردگرد گھومتا تا کہ ان پر دوسرے شیر حملہ نہ کردیں یہاں تک کہ انہیں لشکر اسلام تک پہنچا کر چھوڑا۔

حضرت ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے شیر کے کان پکڑے:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک سفر میں راستہ طے کر رہے تھے۔ ایک جگہ لوگوں کو دیکھا کہ خوفزدہ کھڑے ہیں پوچھا یہ لوگ کیوں کھڑے ہیں۔ عرض کی گئی کہ ایک شیر ان کا راستہ روکے بیٹھا ہے نہ وہ کہیں جاتا ہے نہ انہیں راستہ ملتا ہے۔ آپ نے سواری سے اتر کر شیر کو کان سے پکڑا اور اسے راستہ سے ہٹا کر فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے "إنما سلطت على ابن آدم لمخافته غير الله، ولو أن ابن آدم لم يخف إلا الله تعالى لم تسلط عليه ولو لم يرج إلا الله تبارك وتعالى لما وكله إلى غيره"

(حياة الحيوان الكبرى،باب الهمزة،الجزء ۱،الصفحة ۲)

یعنی میں نے ابن آدم پر ایسی چیزوں کو مسلط کر دیا ہے اس لئے کہ وہ غیر اللہ سے ڈرتا ہے اگر وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس پر ایسی چیزیں مسلط نہ ہوں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے امیدیں وابستہ نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ کسی کے سپرد بھی نہ کرے۔

شیر اولیاء اللّٰہ کی غلامی میں: شیروں کا اولیاء کرام کی غلامی کرنے کی بیشمار داستانیں تاریخ میں ثبت ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

شیر کا لکڑی کا گٹھا اُٹھانا: حضرت بوعلی سینا حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرت سن کر ملاقات کے لئے خرقان آئے۔ جب آپ کے درِ اقدس پر پہنچے تو حضرت ابوالحسن ایندھن کے لئے جنگل میں گئے

ہوئے تھے۔ پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں بیوی نے جواب دیا کہ تم ایسے زندیق کذاب کو کیا کرو گے۔ حضرت بوعلی سینا نے دل ہی دل میں سوچا کہ جب بیوی ہی منکر ہے تو شیخ کا کیا حال ہوگا۔ پھر شیخ کی زیارت کے لئے جنگل کی طرف چلے گئے دیکھا کہ شیخ صاحب تشریف لا رہے ہیں اور گھاس کا گٹھا شیر پر لدا ہوا ہے۔ بوعلی سینا دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ یا شیخ اس میں کیا حکمت ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اگر میں ایسے بھیڑیے (یعنی بیوی) کا بوجھ نہ اُٹھاؤں تو شیر میرا بوجھ کیسے اٹھائے گا۔ جب گھر میں واپس آئے تو بوعلی سینا بیٹھ گئے اور گفتگو کرنے لگے۔ شیخ نے دیوار بنانے کے لئے مٹی میں پانی ڈالا ہوا تھا اُٹھ کر فرمانے لگے کہ میں نے یہ دیوار تعمیر کرنی ہے اس لئے معذرت خواہ ہوں۔ یہ کہہ کر دیوار تعمیر کرنے لگے اچانک لوہے کا اوزار ہاتھ سے گر گیا۔ بوعلی نے اُٹھانا چاہا مگر اُٹھنے سے پہلے وہ شیخ صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ یہ منظر دیکھ کر بوعلی اور عقیدت مند بن گئے۔

فائدہ: اس حکایت سے یہ واضح ہو گیا شیر موذی سہی لیکن اولیاء واسلاف کا نیاز مند ہے۔ ہزاروں واقعات اس پر شاہد ہیں۔

شیر نگران: خلیفہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں عامر بن قیس کو شہر بدر کر دیا۔ عامر بن قیس باہر جنگل میں ایک پہاڑی پر چلے گئے آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ اس پہاڑی پر نصرانیوں کا عبادت خانہ بھی تھا جہاں ایک راہب ہمہ وقت رہتا تھا۔ راہب نے آپ کو دیکھ کر پوچھا تم کون ہو؟ حضرت عامر نے جواب دیا ''مسافر ہوں'' اگر تمہیں رات گزارنی ہے تو عبادت خانے کے اندر چلے آؤ۔ یہ پہاڑی درندوں کا مسکن ہے کہیں ایسا نہ ہو تم کو ہلاک کر ڈالیں۔

حضرت عامر نے جواب دیا تم نصرانی ہو میں مسلمان ہوں تم مجھے یہیں پڑا رہنے دو۔ الغرض رات ہوگئی اندھیرا پھیلنے لگا۔ راہب نے عبادت خانے کا دروازہ بند کر لیا جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو راہب نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ مسافر زندہ ہے یا درندے کا لقمہ ہو چکا ہے۔ وہ یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت رہ گیا کہ حضرت عامر نماز میں مشغول ہیں اور آپ کے گرد چار شیر ٹہل رہے ہیں۔ حضرت عامر نے نماز سے فارغ ہو کر شیروں سے مخاطب کر کے کہا اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھے پھاڑ کھانے کو آئے ہو تو بسم اللہ میں حاضر ہوں ورنہ جاؤ اپنی راہ لو میری نماز میں خلل انداز نہ ہو۔ یہ سنتے ہی چاروں شیر چل دیئے۔ صبح ہوئی تو راہب عبادت خانے سے نکل کر حضرت عامر کے قدموں میں گر گیا اور پوچھنے لگا آپ کون صاحب ہیں حضرت عامر نے جواب دیا ایک نہایت گنہگار اور خطا کار بندہ ہوں خلیفہ وقت نے مجھے شہر بدر کر دیا ہے تو راہب نے کہا جب مسلمانوں کے خطا کار اور گنہگار بندوں کی یہ حالت ہے تو اطاعت شعار اور فرمانبرداروں

کی کیا ہوگی رو پڑا اور فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔

فائدہ: صرف شیر نہیں بلکہ ساری خدائی قدموں میں ہو اس کا نسخہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں فرمایا کہ

(۱) توھم گردن از حکم داو رپیچ — کہ گردن پیچدز حکم توھیچ

(۲) ھر کہ تر سید از حق و تقوی گزید — توسدازوے جن وانس وھر کہ دید

یعنی تو اللہ کے حکم سے گردن نہ پھیر کوئی تیرے حکم سے گردن نہ موڑے گا۔ جو اللہ سے ڈرا اور تقویٰ اختیار کیا جو انس وجن اسے دیکھتا ہے اس سے ڈرتا ہے۔

حکایت: حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہیں جارہا تھا کہ ایک نوجوان کو دیکھا جس نے شیر پر سواری کی ہوئی ہے اور بھگاتا ہوا جارہا ہے۔ میں ڈر کے مارے ایک طرف کھڑا ہوگیا مجھے دیکھ کر وہی فرمایا جو اوپر مذکور ہوا۔ اس کے مطابق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے فرمایا،

توھم از بار فرائض سرمتاب — برخوری ازعندہ حسن الماب

یعنی: تو بھی فرائض کی سرانجام دہی کر نہ پھیر اس کے بعد عندہ حسن المأ ب سے تو پھل کھائے گا۔ (عندہ حسن الماب اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھا انجام ہے)

شیر احسان فراموش نہیں: اس کے متعلق ایک حکایت ملاحظہ ہو

حکایت: کسی شہر میں ایک غلام تھا اس کا مالک اس سے سخت بدسلوکی سے پیش آتا تھا۔ ایک دفعہ غلام مالک سے تنگ آکر کہیں بھاگ گیا اور ایک جنگل میں شہر سے کچھ فاصلے پر جا چھپا۔ کچھ عرصہ تک آوارہ پھرنے کے بعد وہ ایک غار کے کنارے پر آیا اور تھکان اور تکلیف کی وجہ سے غار میں ہی پڑ کر سو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیر کے دھاڑنے کی آواز اس کے کان میں آئی وہ جھٹ پٹ اُٹھ بیٹھا کہیں بھاگ نہ سکا اور یقین ہوگیا کہ شیر اسے پھاڑ ڈالے گا۔ لیکن شیر نہایت آہستہ سے اس کے نزدیک آیا اور رونے کی سی آواز نکالی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کے کسی جسم کے حصے میں سخت درد ہے۔ غلام نے جب دیکھا تو اسے شیر کا پاؤں سوجا ہوا معلوم ہوا جس میں کانٹا چبھا ہوا تھا۔ غلام نے شیر کے پاؤں سے کانٹا نکال دیا جس سے شیر کی تکلیف دور ہوگئی اس دن سے شیر اس غلام کا دوست بن گیا۔

غلام کئی مہینے شیر کے غار ہی میں رہا۔ ایک دن وہ باہر پھر رہا تھا کہ اس کے آقا کے چند سپاہیوں نے اسے دیکھ لیا اور پکڑ کے لے گئے۔ اس کا آقا اسے دیکھ کر سخت طیش اور غصہ سے بھر گیا اور حکم دیا کہ اسے وحشی جانوروں سے پھڑوا دیا جائے۔

اس زمانے میں اس شہر کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص بغاوت کے الزام میں پکڑا جاتا تھا تو اسے سزائے موت دی جاتی تھی ۔ایک خاص تاریخ پر اسے ایک دنگل میں لے جاتے شہر کے تماشائی وہاں جمع ہوتے اور دنگل کے میدان میں ملزم کو شیر اور چیتے کے سامنے چھوڑ دیتے تھے۔ چونکہ پہلے ان جانوروں کو کئی دن تک بھوکا رکھا جاتا تھا اس لئے وہ غصہ اور طیش میں بھرے ہوئے ملزم شخص کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالتے تھے۔

جب وہ تاریخ آئی اور غلام کو شیر کے پنجرے میں ڈالا گیا تو بجائے اس کے کہ شیر غلام کو پھاڑ کر کھا جاتا شیر اس کے پاس جا کر اس کے پیر چاٹنے لگ گیا اور دم ہلا کر اسے پیار کرنے لگا۔

یہ نظارہ دیکھ کر تماشائیوں کو سخت حیرت ہوئی ۔انہوں نے غلام سے اس کا سبب دریافت کیا اس پر غلام نے سارا قصہ کہہ سنایا۔

تماشائیوں کو غلام سے یہ واقعہ سن کر سخت حیرت ہوئی ان کو غلام پر رحم آیا انہوں نے اس کے مالک سے کہہ کر اس کی جان بخشی کرادی اور وہ شیر بھی اسے انعام میں دلوادیا۔

درسِ عبــرت: افسوس کہ درندے جانور نے تو غلام کی ایک معمولی خدمت کے بدلے میں کتنا احسان مانا مگر غلام کے آقا نے برسوں خدمت لے کر بھی اس کا ذرا احسان نہ مانا اور بڑی بے رحمی سے شیر کو اس پر چھوڑا دیا کہ اسے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے۔

فائدہ: اگر تمہارے ساتھ کوئی احسان کرے تو تم اس کا شکریہ ادا کرو اور جب موقعہ ملے تو اس احسان کا بدلہ اتار دو۔

(ماہنامہ تدریس،نومبر ۱۹۴۵ء)

تبصرہ اُویسی غفرلہ: انسان اشرف المخلوق ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اس کی خدمت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ظاہری خدمت کے علاوہ روحانی تربیت کے لئے مختلف طریقوں سے عبرت کا سامان بہم پہنچاتا ہے تاکہ وہ عبرت حاصل کرکے معرفت الٰہی سے سرشار ہو اسی قسم کے واقعات اسی تربیت کی ایک کڑی ہے۔

کتا: کتا موذی نہ سہی لیکن موذیوں کی فطرت اس میں ہے کہ اپنی موج میں آجائے تو ایذا رسانی میں دوسرے موذیوں سے دو قدم آگے ہے۔اس کے متعلق مستقل رسالہ ’’باادب کتے اور بےادب وہابی‘‘ فقیر نے لکھا ہے یہاں موضوع کے مطابق چند واقعات عرض کرتا ہوں

سگ اصحابِ کھف: اصحابِ کہف کے کتا کا ادب مشہور ہے اور قصہ بھی معروف ہے۔تفصیل فقیر نے رسالہ

"الشرف فی تاریخ اصحابِ کھف" میں لکھی ہے اس کے ادب کو حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا: سگ اصحابِ کہف روزے چندپئے نسیکان گرفت مردم شد

پسر نوح یا بداں بہ نسشت خاندان بنو تش گم شد

یعنی: اصحابِ کہف کا کتا چندروز بزرگوں کی صحبت میں رہا تو آدمیوں میں ہوگیا لیکن نوح علیہ السلام کا بیٹا بُری صحبت میں بیٹھا تو اس کا خاندانِ نبوت سے بھی نام خارج ہوگیا۔

اسے کہتے ہیں باادب بانصیب بےادب بےنصیب

کنعان بن نوح علیہ السلام کل قیامت میں کفار کے ساتھ دوزخ میں دائمی عذاب میں مبتلا رہیگا محض باپ کی بے ادبی کی نحوست سے اور اصحابِ کہف کا کتا ادب کی برکت سے کل قیامت میں ملجم باعورا کی کھال پہن کر بصورتِ انسان بہشت کے دائمی مزے پائیگا حالانکہ حساب کتاب کے بعد تمام جانور مٹادیئے جائینگے سوائے چند جانوروں کے انہیں میں یہی سگ اصحابِ کہف بھی ہیں۔

تفصیل دیکھئے فقیر کی تفسیر "فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان"۔ اس کو عثمانی نے تفسیر میں لکھا کہ حق تعالیٰ نے ان لوگوں میں شانِ ہیبت وجلال اور اس مکان میں دہشت رکھی تا کہ لوگ تماشہ نہ بنائیں کہ وہ بے آرام ہوں۔ ان کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا اس پر بھی صحبت کا کچھ اثر پہنچا اور صدیوں تک زندہ رہ گیا اگرچہ کتا رکھنا برا ہے لیکن بروں میں ایک بھلا بھی ہے۔ السعدی الشیرازی

پسر نوح بابداں بنشت　　خاندان نبوتش گم شد

سگ اصحاب کہف روزی چند　　پئے نیکاں گرفت و مردم شد

کتے کی وفاداری: صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتے کی وفاداری کے متعلق فرماتے ہیں

سگے رالقمہ گردادی فراموش　　نگرود گر زنی صد نوبتش سنگ

وگر عسرے نوازی سفلہ را　　بکستر بندی آید با تو درجنگ

یعنی: کتے کو اگر کسی وقت صرف ایک لقمہ کھلا دو تو وہ اسے کبھی نہیں بھولتا خواہ اسے پھر بار ہا پتھر مار مار کر بھگاؤ اور اگر کسی نالائق شخص کو عمر بھر ہزاروں نعمتوں سے نوازتے رہو تو تھوڑی سی کمی پر نہ صرف سختی سے پیش آئے گا بلکہ جنگ پر اتر آئے گا۔

سرسگاں راچوں وفا آمدشعار — رو سگاں رانںنگ بدنامی میار

بے وفائی چوں سگانر عار بود — بے وفائی چوں رواداری نمود

یعنی جب کتوں کوشعارِوفا نصیب ہےتو تمہیں بھی وفا کا شعار حاصل کرنا چاہیےورنہ تم تو کتوں سے بھی پیچھے رہ گئے جب کتوں کو بے وفائی عار محسوس ہوتی ہےتو تمہارے نزدیک وفاداری اچھی نہیں افسوس ہے۔

فائدہ: کتاموذی سہی لیکن جس کا کھاتا ہےاس پر جان کی بازی لگادیتا ہے۔رسول اللہ ﷺ اوراولیاء کرام کا تو ویسے بھی نیازمند ہے۔فقیر کی اس موضوع پر ''نسبت بسگ''ضخیم تصنیف ہے۔یہاں چندنمونے عرض ہیں۔

گستاخ شیخین کے ساتھ کتے کا برتاؤ: "جامع المعجزات" میں ہے کہ ایک نمازی مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھنے آرہا تھا۔راستہ میں کتے نے حملہ کردیا اس نے بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں شکایت کی ۔آپ نے کتے کو بلواکر ماجراپوچھاتو اس نے عرض کی یہ شخص سیدنا ابوبکر،سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہم سے بغض رکھتا ہےاسی لئے میں نے اس پرحملہ کیا ہے۔(ملخصاً)

فائدہ: شیخین کےبغض کرنے والے عبرت حاصل کریں کہ جب ایک موذی کوایسے شخص سے دشمنی ہےتو پھرتم عذاب خداوندی سے کس طرح بچ سکتے ہواوروہ لوگ بھی عبرت پکڑیں جوخودرسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔

باادب کتے اور ولی اللہ: دنیا کامشہورومعروف سیاح ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں ایک سفر کا حال لکھتے ہیں کہ میں زیارتِ حرمین سے فارغ ہوکر شیراز پہنچا یہاں کے اکثر لوگ دانا،پارسااور نیک ہیں۔ایک بزرگ سے ملاقات کاشرف حاصل ہواان کا نام شیخ مجدالدین شیرازی ہےنہایت پرہیزگاروعبادت گزار ہیں اکثر علماءان کی زیارت کوآتے ہیں۔معلوم ہوا کہ عارف کامل اورصاحب کرامت ہیں مدرسۃ الجدیہ شیخ کا بنایا ہوا ہے۔میں حاضرخدمت ہوا تو بڑی مہربانی فرمائی مجھے گلے لگایااور مجھ سے کئی مقامات کی نسبت سوال کئے۔میں نے ٹھیک ٹھیک جواب دیئے یہاں کے امراءبھی شیخ کی بہت عزت کرتے ہیں جب وہ شیخ کی خدمت میں آتے ہیں تو اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں یہ وہ عزت کا نشان ہے جووہ صرف بادشاہ کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔اس سے یہ ظاہر ہے کہ وہ شیخ کی عزت بادشاہ کے برابر کرتے ہیں اس علاقہ کاامیر بےحد مغرور،سنگدل اور بدعقیدہ ہےوہ اس بات کو پسندنہیں کرتا کہ بادشاہوں کی طرح شیخ کی عزت کی جائے۔ایک روز شیخ سے کسی معاملہ پراختلاف ہواتو وہ سراپا آتش بن گیا۔امیر نے فوجی افسروں کوحکم دیا کہ بڑے بڑے شکاری کتوں کےآگے شیخ کوڈال دیا جائے۔شیخ اس حکم کوسن کرذرابھی متاثرنہیں ہوئے۔فوجی افسروں نے حکم کی

تعمیل کی اور شیخ کو خونخوار شکاری کتوں کے آگے ڈال دیا لیکن کتوں نے بجائے ان پر حملہ کریں اور پھاڑ ڈالیں ان کے قدموں کو بوسہ دیا اور دم ہلانی شروع کی امیر اس واقعہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے گناہوں سے توبہ کی شیخ کے ہاتھ چومے خلعت فاخرہ عنایت کی اور شیراز کے ضلع میں ایک سو گاؤں عطا کئے۔

فائدہ: یہ واقعہ کچھ تفصیل کے ساتھ دوسرے طریقہ سے منقول ہے وہ یہ کہ مشہور سیاح ابن بطوبطہ کی چشم دید شہادت ہے کہ عراق کے بادشاہ سلطان خدا بندہ نے مذہب میں کچھ فساد کرنا چاہا اور ایسی باتیں اختیار کرنے کی کوشش کی جو تعلیمات اسلام کے خلاف ہیں اور اس نے شاہی حکم جاری کیا کہ ہماری مملکت کے تمام افراد عراق عرب، عراق عجم، فارس، آذربائیجان، اصفہان، کرمان، خراسان وغیرہ کے لوگ ان امور کی پابندی کریں چنانچہ یہ فرمانِ شاہی بغداد، شیراز اور اصفہان پہنچا تو یہاں کے مسلمانوں نے اس کی سخت مخالفت کی اور بغداد شریف کی جامع مسجد میں بارہ ہزار مسلمان مسلح ہو کر پہنچے تاکہ اس خلاف شرع حکم کے خلاف جہاد کیا جائے اور انہوں نے قاصد سلطانی کو واضح الفاظ میں متنبہ کر دیا کہ اگر کسی بدعت کے نفاذ کی کوشش کی گئی تو حامیانِ سلطان کے خلاف جہاد شروع کر دیا جائیگا۔

اصفہان اور شیراز میں یہی صورت پیش آئی سلطانی قاصد جب تینوں شہروں سے واپس ہو کر دربارِ شاہی میں پہنچے اور وہاں کی روداد سنائی تو سلطان خدا بندہ قہر و غضب میں آگ بگولا ہو گیا اور فوراً حکم نافذ کیا کہ بغداد، شیراز اور اصفہان کے قاضی گرفتار کر کے بارگاہ سلطانی میں حاضر کئے جائیں۔ سب سے پہلے شیراز کے قاضی مجدالدین ایوانِ حکومت میں پیش کئے گئے۔ سلطان نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ جب کسی مجرم کو پھانسی کا یہ حکم دیتا تھا تو جلاد تنہا مجرم کو کتے کے آگے ڈال دیتا تھا۔ بادشاہ کے پالے ہوئے شکاری کتے مجرم کو چیر پھاڑ کر تکہ بوٹی کر ڈالتے تھے۔ عام لوگ اس سزا کا تماشا دیکھتے تھے اور اس سے عبرت حاصل کرتے تھے۔ حضرت مجدالدین قاضی اپنے وقت کے اولیاء کاملین میں سے تھے جب ان کو میدان میں بیڑیاں کاٹ کر چھوڑا گیا تو آپ نے تیمّم کر کے فوراً نماز کی نیت باندھ لی۔ دوسرے مجرم تو کتوں کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر جان بچانے کے لئے بھاگتے تھے مگر قاضی صاحب عبادتِ الٰہی میں اس طرح مشغول ہوئے کہ خبر بھی نہ رہی۔ کتے جب قاضی صاحب پر چھوڑے گئے تو قاضی صاحب کے پاس پہنچ کر دس قدم دور بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ قاضی صاحب نے سلام پھیرا تو کتوں نے دور ہی سے دم ہلانی شروع کر دی اور ان کے پاس پہنچ کر ان کے قدموں پر سر رکھ دیا اور قاضی صاحب کو مطلق گزند نہ پہنچا۔ صدہا لوگ قاضی صاحب کی یہ کرامت دیکھ کر اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہوئے اور صدہا غیر مسلم داخل اسلام ہوئے۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو قصر شاہی سے باہر نکلا اور عالم وارفتگی میں حضرت قاضی صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اپنا تمام لباس قاضی صاحب کو پہنانے لگا۔ اس زمانہ میں سب سے بڑا شاہی اعزاز یہ تھا کہ بادشاہ کسی کو اپنا لباس عطا کر دے لیکن قاضی صاحب نے لباس شاہی پہننے سے انکار کیا مگر بادشاہ

انتہائی خوشامد و لجاجت سے اپنا لباس قاضی صاحب کو پہنانے پر اصرار کرتا رہا۔ قاضی صاحب راضی ہو گئے اور ملبوس شاہی پہن کر عام مجمع میں تشریف لائے۔

فائدہ: آج بھی یہ عمل آزما لیجئے کہ احکامِ خداوندی کی پابندی پر خلق خدا قدموں پر سر رکھنے کو تیار ہو گئی اور اصحابِ کہف کے کتے سے عام کتوں کی کیفیت عام ہے کہ ذی شرافت دینی، دنیوی پر کتا حملہ آور نہیں ہوتا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''اصحابِ کہف''

اُونٹ باادب: اگرچہ موذیوں میں شمار نہیں لیکن جب مستی میں ہو یا اسے انسانوں سے گزند پہنچے تو دوسرے موذیوں سے اذیت رسانی میں کم نہیں۔ اس کے تفصیلی حالات علامہ دمیری کی کتاب "حیوۃ الحیوان" میں ہیں فقیر اس کی غلامی اور ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدت اولیاء کے چند واقعات عرض کرتا ہے۔

اُونٹ کی گواهی: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن ہم صبح کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ہم مدینہ کے ایک چوک پر پہنچے تو دیکھا ایک اعرابی اپنے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے چلا آ رہا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو عرض السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری کہ ایک دوسرا آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یہ اعرابی میرا اونٹ چرا لایا ہے۔ اونٹ نے کچھ عرض کی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو فرمایا، انْصَرِفْ عَنْهُ ، فَإِنَّ الْبَعِيرَ يَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ كَاذِبٌ۔

(الدعاء للطبرانی،باب القول عند الدخول علی السلطان،أبداها لی و البعیر ینطق بعذره الخ،الجزء ۳، الصفحة ۱٤٦،الحدیث ۹۷۲)

یعنی چلا جا اس لئے کہ اونٹ تیرے خلاف گواہی دے رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔

وہ شخص چلا گیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے پوچھا کہ تو جب یہاں آیا تو تو نے کیا پڑھا تھا۔ عرض کی میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان میں، ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ، حَتَّى لا تَبْقَى صَلاةٌ ، اللَّهُمَّ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ ، حَتَّى لا تَبْقَى بَرَكَةٌ ، اللَّهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ ، حَتَّى لا يَبْقَى سَلامٌ ، اللَّهُمَّ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا ، حَتَّى لا تَبْقَى رَحْمَةٌ "

یعنی اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی درود۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برکت دے یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی برکت۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیج یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی سلام۔ اے اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما یہاں تک کہ کوئی رحمت باقی نہ رہے۔

حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ ، أَبْدَاهَا لِي وَالْبَعِيرُ يَنْطِقُ بِعُذْرِهِ ، وَإِنَّ الْمَلائِكَةَ قَدْ سَدُّوا الأُفُقَ''

(الدعاء للطبرانی،باب القول عند الدخول علی السلطان،أبداھا لی و البعیر ینطق بعذرہ الخ،الجزء ۳،الصفحۃ ۱٤٦،الحدیث ۹۷۲)

یعنی حق تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمادیا اونٹ نے تیری طرف بے عذر بیان کیا اور ملائکہ نے آسمان کا افق بھر دیا تھا۔

فوائد: (۱) حضور اکرم ﷺ مخلوق میں سے ہر ایک کی بولی جانتے ہیں آپ نے بہتان تراش کے دعویٰ کو رد فرمادیا۔

(۲) آپ مختار کل ہیں چاہیں گواہی لیں چاہیں تو گواہوں کی ضرورت بھی نہ ہو۔

(۳) معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ فرمانا اجرائے شریعت کے لئے تھا ورنہ اصل میں واقعات آپ سے مخفی نہ ہوتے تھے۔

(۴) آپ ﷺ کا اعرابی سے کچھ پوچھنا حکمت کی وجہ سے تھا ورنہ ادھر تو اونٹ کی بولی سے تو حقیقت واضح فرمادی اور اعرابی کا حال خود بھی ظاہر فرمایا مثلاً جب تو درود پڑھ رہا تھا تو اس وقت ملائکہ بکثرت آئے تھے۔

(۵) بعض درود مبارک ایسے بھی ہیں کہ ان کے پڑھنے سے فرشتے تعظیم کے طور پر اترتے ہیں۔

فائدہ: اس درود پڑھنے سے آخرت کے فوائد کے علاوہ دنیوی مشکلات بھی حل ہوتی ہیں۔ ملائکہ کرام پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

"ابن ماجہ" کی حدیث شریف ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اس کے لئے فرشتے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ درود شریف پڑھتا رہتا ہے۔ اب چاہے تو درود شریف زیادہ پڑھیں یا کم۔ (اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ ''درود و سلام'' میں پڑھئے)

فوائد: درحقیقت یہ بات واضح ہوئی کہ اونٹ کی گواہی سننا اور سمجھنا فرشتوں کے نزول کو دیکھنا یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔

باؤلہ اونٹ: حدیث شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی انصاری کا ایک اونٹ تھا جس سے وہ کھیتی کو پانی پلاتے تھے۔ ایک بار وہ سرکش ہوگیا اور ایسا بگڑا کہ کوئی شخص اس کے قریب نہیں جاسکتا چنانچہ وہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اونٹ کا ماجرا سنایا اور یہ بھی کہا کہ اس کے بغیر ہماری کھیتیاں اور باغات سوکھتے جارہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ اسی باغ میں تشریف لے گئے جہاں وہ اونٹ تھے حضور اکرم ﷺ اس اونٹ کی طرف چلنے لگے۔ انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ باؤلے کتے کی طرح ہوگیا ہے ہمیں خطرہ ہے کہ وہ آپ ﷺ پر حملہ نہ کردے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا

تو آپ ﷺ کی طرف بڑھ کر سربسجود ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ لیے اور وہ ایسا عاجز ہو گیا کہ کبھی ایسا نہ ہوا ہو۔

فوائد: (۱) صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جب مشکل پڑتی تو سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور یہ سمجھتے تھے کہ دکھ درد کو ٹالنے والے آقا ﷺ ہمارے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

(۲) نبی پاک ﷺ کی نبوت کو جانور نہ صرف جانتے بلکہ مانتے تھے اور سو جان سے قربان ہو جاتے لیکن بعض بد بخت کلمہ پڑھنے والوں کو غلامی مصطفیٰ ﷺ کو شرک سمجھتے ہیں۔

(۳) حضور ﷺ کے علم مبارک کی برکت ظاہر ہوئی کہ جسے لوگ باولہ سمجھتے تھے وہ بھی دراصل دکھ درد کا مارا تھا۔

فائدہ: حضور اکرم ﷺ نے بہت سے جانوروں سے باتیں کیں، ان کی تکالیف دور کیں، بعض اوقات حیوانات نے آپ ﷺ کے نبی آخرالزماں ہونے کی گواہی دی۔ جانوروں کا کلام کرنا اور اطاعت بجالانا اور درود پڑھنا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی صفت رحمۃ للعالمین کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

اُونٹ کی فریاد: ایک مرتبہ ایک اونٹ نے نبی کریم ﷺ کے حضور آ کر اپنی قوم کی شکایت کی کہ وہ نمازِ عشاء سے پہلے سو جاتے ہیں مجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل نہ کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس قوم کو بلایا اور انہیں نمازِ عشاء سے پہلے سو جانے کی ممانعت فرمائی۔ (مدارج النبوۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۴۳)

اُونٹ کی راز داری: حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک اونٹ نے بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہو کر اپنی گردن حضور ﷺ کے سامنے رکھ دی اور اپنی آواز میں فریاد کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس کے مالک سے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے فروخت کر دو۔ اس کے مالک نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کی خدمت میں حاضر ہے لیکن یہ گھر والوں کے لئے ہے ان کے لئے اس کے سوا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ فرمایا یہ اونٹ کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کرتا ہے تم اس کے ساتھ نرمی برتو اور اس کے حقوق کا لحاظ رکھو۔ (سیرت رسولِ عربی)

اونٹ کا عجیب وغریب مطالبہ: ایک اونٹ حضور اکرم ﷺ کے ہاں دوڑتا ہوا حاضر ہو کر سجدہ ریز ہوا اور الامان الامان پکارتا تھا۔ اونٹ کے پیچھے ایک اعرابی ننگی تلوار تان کر اونٹ کو مارنے کے درپے ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا کیا قصور ہے؟ عرض کی میں نے اسے بار برداری کے لئے خریدا تھا اب یہ کام چور بن گیا ہے اب میں چاہتا ہوں اسے ذبح کر کے اس کا گوشت بیچوں۔ آپ ﷺ نے اونٹ سے پوچھا کہ تو کیوں سرکشی کرتا ہے عرض کی یارسول اللہ ﷺ

اصل بات یہ ہے کہ میں نے سنا ہے جو عشاء کی نماز نہ پڑھے اس پر عذاب نازل ہوتا ہے یہ اعرابی نمازِ عشاء نہیں پڑھتا اس لئے اس سے بھاگتا ہوں کہ کہیں میں بھی عذاب میں نہ مارا جاؤں۔ اعرابی سے پوچھا گیا تو اس نے تصدیق کر کے عرض کی آئندہ میں نماز میں کوتاہی نہیں کروں گا اور اپنے قبیلہ والوں کو بھی یہ حکم سناؤں گا۔ اس واقعہ کے بعد اونٹ نے کبھی سرکشی نہ کی۔ (معارج، صفحہ ۵۹۷)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پسندیدہ شیئے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے اوٹ بنایا کرتے تھے کوئی بلند چیز یا درختان خرما کا مجمع تھا۔ ایک دفعہ آپ انصار میں سے ایک شخص کے باغ میں داخل ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ اس باغ میں ایک اونٹ ہے۔ اس اونٹ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رو پڑا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس کے پس گوش پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا وہ چپ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ انصار میں سے ایک نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس چوپائے کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے اللہ سے نہیں ڈرتا اس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرتِ استعمال سے اسے تکلیف دیتا ہے۔

حکایت: ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کو صدقہ کی تلقین فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آ پہنچا جس کے پاس بڑا خوبصورت اونٹ تھا بڑا خوش رفتار اور خوش خرام۔ اس نے اسے ایک جگہ کھڑا کر دیا سحری کے وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے تو یہ اونٹ فصیح و بلیغ انداز میں پڑھ رہا تھا، السلام عليك يا زين القيامة، السلام عليك يا خير البشر

السلام عليك يا فاتح الجنان، السلام عليك يا شافع الامم

السلام عليك يا قائد المومنين فى القيامة الجنته

السلام عليك يا رسول رب العالمين

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سنتے ہی اونٹ کی طرف توجہ فرمائی اور اس کا حال پوچھا تو کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس اعرابی کے پاس تھا وہ مجھے ایک سنسان جنگل میں باندھ دیا کرتا۔ رات کے وقت جنگل کے جانور میرے اردگرد جمع ہو جاتے اور کہتے ''اسے نہ چھیڑنا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے'' میں اس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر و فراق میں تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی یہ باتیں سنی تو بہت خوش ہوئے اس کی

طرف زیادہ التفات فرمانے لگے اور اس کا نام ''قصوا'' رکھا۔ ایک روز قصوا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے درخواست کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیا! عرض کی آپ اللہ سے یہ بات منظور کروا لیجئے کہ جنت میں مجھے آپ کی سواری بنایا جائے، دوسری بات یہ ہے کہ مجھے آپ ﷺ کے وصال سے پہلے موت آجائے یہ اس لئے کہ میری پشت پر کوئی دوسرا سواری نہ کر سکے۔ آپ ﷺ نے اسے یقین دلایا کہ تمہاری پشت پر کوئی سواری نہ کر سکے گا سوائے میرے۔

عشق میں موت: جب حضور اکرم ﷺ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر وصیت کی کہ قصوا پر میرے بعد کوئی سواری نہ کرے کیوں کہ میں نے اس سے عہد کیا ہوا ہے۔ بیٹی! تم خود اس کی دیکھ بھال اور نگرانی کرنا۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اونٹ نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور آپ ﷺ کے فراق میں گم سم رہنے لگا۔

ایک رات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس اونٹ کے نزدیک سے گزریں۔ وہ اونٹ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر یوں گویا ہوا اے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی! جب سے میرے آقا و مولا ﷺ کا وصال ہوا ہے۔ میں نے گھاس کھانا اور پینا چھوڑ دیا ہے خدا کرے کہ مجھے موت آئے کیونکہ مجھے اس زندگی سے حضور ﷺ کی غلامی پسند ہے۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں اگر آپ کا کوئی پیغام ہو تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا دوں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا اونٹ کی باتوں پر مغموم ہوئیں اور رونے لگیں۔ اونٹ کے سر کو اپنے بازوؤں میں لے کر اپنے ہاتھوں کو اس کے چہرے پر ملنے لگیں کہتے ہیں اسی حالت میں اونٹ نے جان دے دی۔ علی الصباح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے لئے کفن تیار کرایا اور ایک گڑھا کھدوا کر دفن کر دیا۔

فائدہ: بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اونٹ کی موت کے تین دن بعد تشریف لائیں اور قبر کو اکھاڑنے کا حکم فرمایا لیکن اونٹ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ (معارج النبوۃ، جلد ۱، صفحہ ۶۰۱)

نبی پاک ﷺ کے ساتھ اُونٹوں کا عشق: حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں سو اونٹ قربان کئے روایات کے اندر موجود ہے۔ ۳۷ تو یمن سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائے تھے ۶۳ مدینہ طیبہ سے خود لائے۔ سنن ابوداؤد میں موجود ہے آپ نحر فرما رہے تھے کا ھن یزدلفن کہ قربانی کے اونٹ نحر کے لئے خود اپنی گردنیں پیش کر رہے تھے حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ ذبح سے ڈر کر ہر جانور بھاگتا ہے۔ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہر اونٹ نبی پاک ﷺ کے قریب ہونا چاہتا تھا کہ میں پہلے ذبح ہو جاؤں۔

فائدہ: اسی سربستہ راز کو وہ سمجھے جسے عشق رسول ﷺ کی چاشنی نصیب ہو ورنہ کہنا پڑتا ہے کہ

معذور دار مت که تو اور انه چشیده

یعنی: میں تجھے معذور سمجھتا ہوں کہ تو نے لذت عشق چکھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عشق رسول ﷺ کی چاشنی سے بہرہ ور فرمائے آمین۔

اونٹ رونے لگا: حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ استنجے کے لئے جنگل تشریف لے جایا کرتے اور کسی باغ میں یا کسی ٹیلے وغیرہ کی آڑ میں ضرورت سے فارغ ہوتے۔ ایک مرتبہ اس ضرورت سے ایک باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا جو حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر بیڑانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے (ایک معروف چیز ہے کہ ہر مصیبت زدہ کا کسی غم خوار کو دیکھ کر دل بھر آتا ہے) حضور اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اس کے کانوں کی جڑ پر شفقت کا ہاتھ پھیرا جس سے وہ چپ ہوگیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری تشریف لائے اور عرض کیا کہ میرا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس اللہ سے جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا ہے ڈرتے نہیں ہو یہ اونٹ تمہاری شکایت کر رہا ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو تم اس کے ساتھ نرمی کرو اسے بھوکا نہ رکھو۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: اونٹ بے شعور سہی لیکن اسے یہ شعور ہے کہ میری فریاد بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں سنی جائیگی اسی لئے رو پڑا کیونکہ گویا یہی عقیدہ تھا

یاد جو امتی کرے حال زار میں	ممکن نہیں کہ خیرالبشر کو خبر نہ ہو

لیکن اس بد بخت امتی کا حال بھی دیکھئے کہ وہ نبوت میں استغاثہ کو شرک کے فتاویٰ تیار کر رہا ہے۔

ناقہ رسول اللہ ﷺ اور موذی درندے: امام شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک رات باہر نکلے تو ایک اونٹنی پر گزرے اس نے دیکھ کر عرض کیا اے قیامت کی زینت اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے اس کی طرف توجہ فرما کر فرمایا وعلیک السلام عرض کیا میں ایک اغصب نامی قریش کی ملکیت میں ہوں۔ میں اس سے بھاگ کر جنگل میں گئی رات ہوگئی درندے خوب تھے لیکن وہ ایک دوسرے کو کہتے یہ رسول اللہ ﷺ کی سواری ہے اور مجھے کچھ نہ کہا۔ صبح اُٹھی گھاس چرنے لگی تو ہر درخت مجھے پکار کر کہتا تھا کہ ادھر آؤ تم رسول اللہ ﷺ کی سواری ہو۔ اس کے مالک کے نام پر اس کا قصوا نام رکھا گیا۔ اسی روایت میں ہے کہ اس نے عرض کی آپ دعا فرمائیں کہ جنت میں بھی میں آپ کی سواری ہوں آپ نے فرمایا ہوگیا یعنی میں تجھے سواری بناؤں گا۔ "شفاء شریف" میں ہے قصوا اونٹنی کا قصہ اور اس کی رسول اللہ ﷺ سے گفتگو اور اس کا خود کو سپرد کرنا پھر گھاس وغیرہ کا اس کی طرف رغبت کرنا اور وحشیوں کا اس سے دور رہنا اور ان کا اونٹنی کو پکار پکار کر کہنا کہ تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ہے یہ سب حضور اکرم ﷺ کا

معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اونٹنی کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم: حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد یہ اونٹنی نہ کچھ کھاتی اور نہ کچھ پیتی تھی یہاں تک کہ اسی حال میں وہ مرگئی۔

درس عبرت: اونٹنی نے زیارت سلام کا تحفہ پیش کیا اور بد بخت امتی سلام سے روکے تو اس پر حیف ہے۔ درندے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے پیار کریں اور بد بخت امتی ہو کر نبوت کے پیار کو شرک سے تعبیر کریں اسے کیا کہا جائے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے کیا خوب فرمایا،

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ	اُس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

اُونٹنی کے عشق کی داد دینی چاہیے کہ پہلے معاہدہ کرالیا کہ قیامت میں آپ ﷺ مجھ ہی پر سواری فرمائیں گے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ہوگیا تو پھر زندگی دوبھر ہوگئی موت کو حیات پر ترجیح دینے لگی۔ اس واقعہ کو خلاصہ کے طور پر پھر پڑھئے۔

اونٹنی پر قربان: حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام قصواتھا۔ جب یہ اونٹنی جنگلات میں گھاس چرا کرتی تو جنگل کی گھاس خود بخود اس کے قریب ہو جاتی تھی تا کہ یہ اسے بے تکلف کھالے اور جنگل کے تمام درندے ان کا راستہ چھوڑ کر دور ہٹ جاتے تا کہ یہ کسی قسم کا خطرہ محسوس نہ کرے اور بزبانِ فصیح کہتے ہیں کہ ''اے قصوا! ہم تیرا ادب واحترام اس لئے کرتے ہیں کہ تو حضرت محمد ﷺ کی سواری ہے''۔

(شفاء شریف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۶)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے ذکر کا اس قدر چرچا فرمایا ہے کہ جنگل میں رہنے والے درندے اور زمین سے اگنے والی گھاس تک کو حضور اکرم ﷺ کا اور حضور ﷺ کی اونٹنی کا علم عطا فرمادیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا،

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں	بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے دعویٰ نبوت فرمایا اور توحید و رسالت پر ایمان لانے کا حکم دیا تو پتھروں کے اندر سے بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی آوازیں آئیں۔

جس وقت گواہی کی ہوئی ان کو ضرورت	بت بول اُٹھے پڑھنے علیہ السلام کلمہ شجر بھی

تبصرہ اُویسی غفرلہ: اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے بعض قسمت کے ماروں کا افسوس ظاہر فرمایا چنانچہ فقیر حدیث شریف آگے چل کر عرض کرتا ہے۔

تائید سعید از حدیث نبی شفیق صلی اللہ علیہ وسلم: فقیراُویسی غفرلہ اس واقعہ کی حدیث صحیح سے توثیق کرتا ہے تاکہ مخالف عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاحمت نہ کرے۔ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلا یَعْلَمُ أَنِّی رَسُولُ اللَّهِ ، إِلا عَاصِیَ الْجِنِّ وَالإِنْسِ

(مسند عبد بن حمید،من مسند جابر بن عبد الله،هاتوا خطاما فخطمه و دفعه الخ،الجزء ۳، الصفحة ۲٤۳،الحدیث ۱۱۲٤)

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی،الْفَصْلُ التَّاسِعَ عَشَرَ :فِی الْآیَاتِ فِی ضُرُوبِ الْحَیَوَانَاتِ،الجزء ۱، الصفحة ۳۱۲،دارالفکر)

یعنی کافر جنوں اورانسانوں کے علاوہ آسمان وزمین کے مابین جو کچھ ہے اسے میرے رسول ہونے پر یقین ہے۔

فائدہ: معنی یہ ہے کہ سرکش جنوں اور سرکش انسانوں کے علاوہ کائنات کا ہر ذرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ورسول ہونے کا یقین رکھتا ہے۔ ہرایک کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و برتری کا علم عطا فرمایا ہے۔

انتباہ: سرکش جنات سے مراد وہی ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات وفضائل کے منکر ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''جن اور وہابی'' اورانسانوں میں سرکش تو سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو سن کر جل بھن جاتے ہیں اور بے بس ہو کر شرک وبدعت کا فتویٰ جاری کر دیتے ہیں۔

ابرھم کا اونٹ باادب: ابرہہ ابن صباح اشرم جو شاہ حبش نجاشی کی طرف سے یمن کا گورنر تھا اور صنعا (دارالخلافہ یمن) میں شاہ حبش کا باجگزار ہونے کے باوجود خود کو مختار حاکم کہلاتا تھا جب اس نے دیکھا کہ اطراف و اکناف سے لوگ مکہ مکرمہ میں کعبہ معظّمہ کی زیارت کے لئے نذر و نیاز اور تحائف لے کر آتے ہیں چونکہ وہ بھی مذہب عیسوی کا زبردست مبلغ تھا کعبہ کی اس قدر عظمت دیکھ کر اس کی آتش حسد بھڑکی اس نے فوراً صنعا میں سنگ مرمر کا ایک عظیم الشان کلیسا تعمیر کرایا جس میں تصویر عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نصب کیا جب یہ سب کام مکمل ہو گیا تو اہل یمن کو پہلے اس کے طواف پر مجبور کیا۔

اہل مکہ نے جب کعبۃ اللہ کے مقابل میں کلیسائے یمن کو دیکھا تو زہید بن عمرو مکی نے ایک دن موقع پا کر وہاں پہنچ کر پاخانہ کر دیا۔ انہی دنوں مکہ معظّمہ سے جانے والا ایک مسافر قافلہ جب صنعا کی طرف سے گزرا تو اس کلیسا کے پاس ڈیرہ لگایا۔ رات کے وقت جب اہل قافلہ نے آگ جلائی تو ایک چنگاری اڑ کر اس پر جا پڑی جس سے وہ جل کر خاک ہو گیا۔ جب ابرہہ نے اپنے تعمیر کردہ کلیسا کی یہ بے حرمتی دیکھی تو سخ پا ہوا اور دل میں آتش غضب بھڑکی۔ ادھر

شیطان لعین کا داؤ بھی چل گیا۔اس نے ابرہہ کو یہ سبق دیا کہ یہ سب شرارت اہل مکہ کی طرف سے ہے اس لئے بہتر ہے کہ تم ان کی عبادت گاہ کعبہ کو گرادو۔

چنانچہ ابرہہ تدریس ابلیس پر عمل کرتے ہوئے جنگی ہاتھیوں کے ساتھ اپنے سپاہیوں کا ایک انبوہ کثیر لے کر انہدام کعبہ کی نیت سے چڑھ آیا راہ میں جو کچھ آیا برباد کردیا۔آخر جب یہ لشکر کعبہ معظّمہ سے تین میل دور وادی محسر پہنچا تو ابرہہ کے محمود نامی ہاتھی نے آگے بڑھنے سے انکار کردیا اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا۔پھر دوسرے ہاتھی پر سوار ہوکر بڑھنے کا قصد کیا تو وہ بھی رک گیا آخر مجبوراً اسی جگہ پڑاؤ ڈال دیا۔عرب والوں نے کبھی ہاتھی نہیں دیکھے تھے اس لئے ہاتھیوں اور اس بڑے لشکر کی سطوت وشوکت سے گھبرا کر اہل مکہ نے اپنے گھروں کو چھوڑ دیا اور پہاڑوں میں جا چھپے۔ صرف حضرت عبدالمطلب (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد) اور ان کے خاندان کے چندافراد وہ بھی ان کے بیٹے اور پوتے تھے بس یہی ایک خاندان تھا جو مکہ میں موجود رہ گیا تھا باقی سب بھاگ گئے۔

اسی اثناء میں ابرہہ کے لشکری اہل مکہ کے مویشیوں کے ساتھ حضرت عبدالمطلب کے کچھ اونٹ بھی ہنکا لے گئے تو خبر ہونے پر حضرت عبدالمطلب تن تنہا اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر ابرہہ کے پاس پہنچے۔ابرہہ نے جب اس پیکر شرافت و نجابت اور مجسمہ تقدس وطہارت کو اپنی طرف آتے دیکھا تو خیر مقدم کے لئے باہر نکلا اور کمال تعظیم سے پیش آیا اور کہنے لگا کہیے حضرت! آپ کا نام کیا ہے اور کیا درخواست لے کر آئے ہو؟ تو اس کے جواب میں اشجع العرب حضرت عبدالمطلب نے فرمایا مجھے اہل عرب ''عبدالمطلب'' کے نام سے پکارتے ہیں اور یہاں آنے کی غرض یہ ہے کہ تیرے لشکری میرے اونٹ ہنکا لائے ہیں وہ مجھے واپس دے دو۔اس کے علاوہ اور کوئی درخواست نہیں ہے۔

یہ سن کر ابرہہ نے نخوت آمیز قہقہہ لگایا اور کہنے لگا تمہیں معلوم ہونا چاہیے تمہاری قدیمی عبادت گاہ (جسے تم کعبہ کے نام سے موسوم کرتے ہو) کو گرانے کی غرض سے یہاں آیا ہوں اور

تعجب ہے کہ تم ناچیز کا ذکر کرتے ہو	نہیں کعبے کی فکر اونٹوں کی اپنے فکر کرتے ہو

میں سمجھا تھا کہ کعبہ کو بچانے کی کوشش کے لئے آئے ہو اور اسے نہ گرانے کی درخواست کروگے مگر تم نے اپنے ذاتی مفاد کو پیش کیا۔

ابرہہ کی یہ بات سن کر سرچشمہ صداقت نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ اونٹ میرے ہیں اور کعبہ رب کا ہے اس لئے

صداقت ہے یہی میں اپنی شے کا ذکر کرتا ہوں	کہ میرا مال ہیں اونٹ اس لئے میں فکر کرتا ہوں

حضرت عبدالمطلب کا یہ متانت آمیز اور صداقت انگیز جواب سنتے ہی ابرہہ نے اونٹ واپس کر دیئے۔

نورِ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پشت سے آپ کی اولاد میں جلوہ گر ہوا۔ وہ نور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا اور اسی نور کے مرکز کو ہاتھی نے سجدہ کیا،

وببركة ذلك النور :دفع الله تعالى شر أبرهة

(الملل والنحل،الباب الثانی :المحصلة من العرب علومهم،الجزء ۱،الصفحة ۲۰۱)

یعنی اسی نور مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ابرہہ شر کو دفع کیا۔

محمود ہاتھی کا ادب: ابرہہ بادشاہ نے خانہ کعبہ کو شہید کرنے کی قسم کھائی کہ میں کعبہ کو گرا دوں گا وجہ یہ ہوئی کہ ابرہہ بادشاہ نے ایک مکان صنعا میں تیار کیا کہ لوگ کعبہ کے بجائے اس مکان کا طواف کریں تو یہ اس کی حرکت کعبہ والوں کو اچھی نہ لگی۔ وہاں سے ایک آدمی صنعا میں آیا اور اس نے اس مکان کی بہت عزت واحترام کیا اور اس کی بہت دیکھ بھال کرتا۔ وہاں کے لوگ آپ کی اس خدمت پر خوش ہوئے پھر وہ اس کے اندر رہنے لگے۔ ایک دفعہ موقع ملا اس مکان کے اندر اس نے غلاظت مل دی اور پیشاب بھی کیا اور پھر کعبہ معظّمہ کو واپس چل دیا جب کافروں نے اس مکان کی حالت دیکھی تو کہنے لگے جس مکان نے پلیدی سے اپنی حفاظت نہیں وہ ہمیں خاک پاک کریگا اسی لئے بدظن ہو گئے۔

ابرہہ بادشاہ نے جب اس مکان کی یہ حالت دیکھی تو بہت غصے میں آیا ابرہہ کی کعبہ پر چڑھائی اور فوج لے کر کعبہ شریف کو شہید کرنے کے لئے روانہ ہوا تو جب وہاں پہنچا تو وہاں کے اردگرد سے تمام مال اس نے اپنے قبضہ میں کر لئے جن میں حضرت عبدالمطلب کے دوسو اونٹ بھی تھے۔ آپ ابرہہ کے پاس گئے جب اس نے آپ کو دیکھا تو بہت بہت عزت واحترام کیا اور عرض کی آپ کیسے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا اس مال میں میرے بھی دوسو اونٹ ہیں وہ لینے آیا ہوں۔ ابرہہ نے کہا لے جاؤ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں کعبہ کو شہید کرنے کے لئے آیا ہوں میں نے تو سمجھا کہ آپ کعبہ کے لئے آئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کا گھر ہے اس کی وہ خود حفاظت کریگا مجھے تو اپنے اونٹ واپس کر دو۔

یہ کہہ کر آپ شہر میں تشریف لے گئے وہاں جا کر لوگوں کو بتایا کہ ابرہہ کافر اس غرض سے یہاں آیا ہے کہ کعبہ کو شہید اور لوگوں کو قتل کر دے جب لوگوں نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات سنی تو ڈر گئے اور اپنا بچاؤ



کرنے کے لئے پہاڑوں اور جنگلوں میں چلے گئے۔

ابرہہ بادشاہ نے بستیوں اور گاؤں کے لوگوں کا مال لوٹ لیا۔حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ میں جا کر دعا کی یا اللہ یہ لوگ تیرا گھر شہید کرنے آئے ہیں اپنے گھر کی خود حفاظت فرما۔

جب صبح ہوئی تو ابرہہ کعبہ کی طرف روانہ ہوا۔اس طرح کہ اس کے ساتھ کئی ہزار فوج ہے اور تمام ہاتھیوں پر سوار ہیں۔ان میں ایک ہاتھی جس کا نام محمود تھا اسے بہت سنگارا اور سب کے آگے آگے تھا مگر جب اس محمود نے کعبہ اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو سجدہ میں گر گیا اور کہنے لگا،

السلام علی النور الذی فی ظهرك یاعبد المطلب

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه،الجزء ١،الصفحة ١٦٢)

(السیرة الحلبیة، الجزء ١،الصفحة ١٣٠)

یعنی اے عبدالمطلب جو تیری پشت میں نور ہے اس پر میرا اسلام ہو۔

پھر تو محمود ایسا زمین پر بیٹھا کہ اسے اٹھاتے مگر وہ اٹھتا نہیں۔کافروں نے بہت کوشش کی مگر وہ نہ اٹھا انہوں نے محمود کو مار کر اٹھایا تو وہ بہت دور پیچھے چلا گیا جب اس کو آگے لاتے۔حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے کیا دیکھتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے جانور دریا سے نکل کر کعبہ کی طرف آتے ہیں اور آ کر کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور پھر کافروں کی فوج کی طرف جاتے ہیں اور ان کے پاس تین تین پتھر ہیں اور ہر پتھر پر ایک ایک کافر کا نام لکھا ہوا ہے اور وہ ابابیل پتھر اس آدمی کو مارتے ہیں جس پر اس کا نام لکھا ہے وہ پتھر اس کو مارتا ہوا ہاتھی کو بھی ختم کر دیتا تھا۔اسی طرح ابرہہ کی تمام فوج ختم ہوگئی اور ابرہہ وہاں سے بھاگا اور نجاشی بادشاہ کے پاس جا پہنچا اور کہنے لگا کہ میری تمام فوج ختم ہوگئی معلوم نہیں کہ وہ فوج کیسی تھی جس نے میری تمام فوج کو ختم کر دیا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ ایک پرندہ ابابیل آیا اس کے پاس ابرہہ کا پتھر تھا۔جب ابرہہ نے اوپر دیکھا تو کہنے لگا کہ سب ایسے جانور تھے جن کے حملہ سے میری فوج ختم ہوگئی۔پھر اس پرندے نے پتھر ابرہہ پر دے مارا جس سے ابرہہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہمیشہ کے لئے مٹ گیا۔

(حجة الله علی العالمین)

باادب موذی : شاہ شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر دنیا کا زہریلے سے زہریلا بچھو بھی ڈنک مارنے کی مجال نہیں رکھتا۔درگاہ شریف سے وابستہ احاطے میں ایک پراسرار طاقت بچھو کے ڈنک مارنے کی جبلت سلب کر لیتی ہے۔وہاں چاروں طرف سینکڑوں کی تعداد میں بچھو رینگتے نظر آتے ہیں مگر کیا مجال ہے کہ کسی کو گزند پہنچ سکے۔

بچھو کی پامالی: درگاہ کے زائرین کے پاؤں تلے اگر کوئی بچھوآ بھی جائے تو بجائے اس کے کہ وہ ردعمل میں ڈنک ماردے مگر نہیں وہ پاؤں تلے آنے کی تکلیف تو گوارا کر لیتے ہیں مگر انسان کو کاٹتے نہیں ۔حضرت شاہ شرف الدین کا مزارامروہہ (بھارت) میں ہے جو معروف بھارتی شہر مرادآباد سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضرت شاہ شرف الدین کے مزار کے چاروں طرف ۱۵۲ ایکڑ زمین کے اندر اندر بچھو کسی انسان کو ڈنک نہیں مار سکتے۔ مقامی لوگ اسے ''امن کا علاقہ'' قرار دیتے ہیں۔بعض لوگ ''برکت'' اور منت کے طور پر امن کے اس علاقے سے کسی بھی بچھو کو اس نیت سے گھر لے جاتے ہیں کہ میں اتنی مدت میں اس بچھو کو دوبارہ مزار شریف پر چھوڑ دوں گا۔مزار پر آنے والے سینکڑوں لوگ اس حیرت انگیز واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ مقررہ مدت کے اندر اندر اگر بچھو کو دوبارہ درگاہ کی حدود میں واپس نہ چھوڑا جائے تو یہ بچھو ڈنک مار دیتا ہے جس کا نتیجہ اکثر موت ہی نکلتا ہے۔ بچھو کی واپسی اکثر مزار کے سجادہ نشین کے سامنے کی جاتی ہے۔

سجاہ نشین :امروہہ کے اس مزار کے سجادہ نشین کا نام پیر سعید ہے جنہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ حضرت شرف الدین کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔انہوں نے راقم سے مختصر ملاقات کے دروان بتایا کہ:

''اس وقت میری عمر ۷۲ سال ہے۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں آج تک کسی سے یہ شکایت نہیں سنی کہ درگاہ شریف کے اندر کسی بچھو نے کسی زائر کو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہمارے جدامجد کی عظیم شخصیت کی وجہ سے اس جگہ قائم ہے۔''

پیر سعید صاحب نے دوبارہ فرمایا،''اردگرد کے دور دراز علاقوں میں جہاں بھی کسی شخص کو زہریلا بچھو ملتا ہے تو وہ اسے احتیاط سے پکڑ کر یہاں درگاہ شریف کے احاطے کے اندر چھوڑ جاتا ہے۔ یہاں پہنچتے ہی اس کی عادتیں بدل جاتی ہیں اس کی فطرت اس خاک میں پہنچتے ہی منقلب ہو جاتی ہے۔''

جلوہ گری: پیر سعید صاحب ہی نے ہمیں بتایا کہ امروہہ کا نام ہمارے جدامجد شاہ شرف الدین ہی کی زبان سے سب سے پہلے نکلا تھا۔سعید صاحب کے مطابق شرف الدین غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں تیرہویں صدی عیسوی کے وسط میں عرب سے تشریف لائے تھے۔ان کا پہلا مسکن ملتان تھا پھر وہاں سے امروہہ منتقل ہو گئے۔اس زمانے میں امروہہ کا نام عزیز پور تھا مگر یہاں اس زمانے میں سبزیاں نہیں ملتی تھیں جو ان کی مرغوب غذا تھی لوگ ان کے پاس حاضر ہوتے تو بطورِ خاص ان کے لئے آم، رہو مچھلی اور چاول کی مخصوص روٹی لاتے۔شاہ صاحب تین سال تک مسلسل آم اور

رہو مچھلی ہی پر گزارا کرتے رہے چنانچہ انہوں نے قصبہ عزیز پور کو ''آم رہو'' کہنا شروع کر دیا جو رفتہ رفتہ امروہہ میں بدل گیا۔

شاہ شرف الدین: ان کے مزار کے متین و سنجیدہ مزاج سجادہ نشین پیر سعید صاحب نے اپنے عظیم بزرگ شاہ شرف الدین سے وابستہ ایک اور واقعہ یوں سنایا کہ ہمارے بزرگ کے زمانے میں ایک اور صوفی بزرگ محترم شاہ نصیر الدین بھی امروہہ میں قیام پذیر ہوئے اور کسی بات پر دونوں کے درمیان رنجش پیدا ہوگئی تو شاہ نصیر الدین صاحب کی طرف سے بچھوؤں کا ایک غول شاہ شرف الدین کی خانقاہ کی طرف بڑھا مگر شاہ صاحب کی برکت سے ان کا زہر فنا ہوگیا۔ (یہی برکت آج تک جاری ہے۔)

گدھوں پر تصرف: ادھر اس کے بدلے میں شاہ شرف الدین کی کرامت ہے اردگرد کے تمام علاقے کے گدھے شاہ نصیر الدین کی خانقاہ کے سامنے خود بخود کھڑے ہونے لگے مگر شاہ نصیر الدین کی کرامت سے کوئی گدھا خانقاہ شریف کے آس پاس گندگی نہ پھیلا سکا یہ برکت آج بھی جاری ہے۔ کوئی گدھا ان کے مزار کے اردگرد گندگی نہیں کرسکتا اور اگر وہ اپنے مالک سے بچھڑ جائے تو ان کے مزار کے آس پاس آکر کھڑا ہو جاتا ہے جہاں سے اس کا مالک آکر اسے لے جاتا ہے۔

علاقہ امن: جناب شرف الدین کے مزار مبارک پر مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں اور سکھوں کی بھی ایک کثیر تعداد زندگیوں میں امن و سکون اور برکت حاصل کرنے کے لئے شب و روز حاضر رہتی ہے۔ (روزنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور دسمبر ۱۹۹۱ء) سبحان اللہ

فائدہ: (بندگانِ خدا) اولیاء کرام کی کرامات و تصرفات کے کیسے کمالات ہیں اور جب غلاموں کی یہ شان ہے تو آقا ﷺ کے اختیارات و تصرفات کا کیا شمار ہوسکتا ہے۔

چاہیں تو اشارے سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں عالم کی
یہ حال ہے خدمت گاروں کا سردار کا عالم کیا ہوگا

اُویسی غفرلہ: یہی واقعہ فقیر کو مولانا الحاج محمد انصار اللہ صدیقی ساکن امروہہ مقیم لندن (انگلینڈ) نے بھی سنایا فرمایا ہم اسی شہر کے باسی ہیں یہ ہمارا آنکھوں دیکھا روزانہ کا حال ہے۔

آخری گزارش: فقیر نے موذیوں کے چند نمونے عرض کئے ہیں بالا ستیعاب واقعات جمع کئے جائے تو ضخیم تصنیف ہو جائے لیکن مشتے نمونہ ضرورت کے لحاظ سے اہل فہم یقین کریں کہ رسول اللہ ﷺ کے ادب میں ہی نجات ہے

بےادب کتنا ہی نیک اور متقی و پرہیزگار ہو وہ جہنم کا ایندھن ہے۔اسی لئے ہماری گزارش ہے کہ اہل اسلام انبیاء واولیاء کے ادب اوران سے عقیدت ومحبت کواوڑھنا بچھونا اوراپنی اولاد اور متعلقین اقرباء دوستوں کوبھی اسی کا پابند بنائیں۔اسی میں نجات ہے ورنہ قیامت تک ٹھوکریں کھاتے پھروگے کہیں جگہ نہ ملے گی۔

وماعلینا الا البلاغ

فقط والسلام

عندی ھذاالجواب واللہ ورسولہ ﷺ اعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔پاکستان

۱۷شوال ۱۴۲۰ھ،۲۵جنوری ۲۰۰۰ءگیارہ بجے دن سہ شنبہ(منگل)



☆......☆......☆